رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

الوداعی کلمات

وصیتیں، نصیحتیں، عبرتیں

تالیف
سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ
عبدالحمید حمزہ

نظرثانی
محمد اختر صدیقی

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

تیرھواں باب

چودھواں باب

پندرھواں باب

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں سرور کونین ﷺ کی امت میں پیدا فرما کر اسلام جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔ نبی ﷺ کی زندگی پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۲۱)

''رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔''

دنیا میں آج سے پہلے کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا جس کی زندگی تمام تر شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والوں کے لیے کامل ترین رہنمائی ہو، سوائے نبی آخر الزمان محمد ﷺ کی ذات گرامی کے اور نہ ہی آج کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک انسان اپنی زندگی میں مختلف حالات سے دوچار رہتا ہے اور اسے معاشرتی رویوں کے کئی روپ دیکھنا پڑتے ہیں مگر قربان جاؤں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کہ ہر کوئی جہاں چاہے جب چاہے آپ کی سیرت طیبہ سے ایسا اجالا حاصل کر سکتا ہے جو اندھیروں میں اس کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتا ہے اور پریشانیوں میں صبر و ہمت کا درس بن کر اُبھرتا ہے۔

یوں تو آپ کی سیرت طیبہ پر کامل تصنیفات بھی موجود ہیں جن میں جہاں آپ کی پیدائش، خاندان، بعثت، تبلیغ، مصائب، ہجرت، جہاد کا تذکرہ ہے وہاں آپ کی صورت عادات، اخلاق، معاملات اور عبادات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

اگرچہ ''تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا'' کے تحت آپ کی ذات گرامی اور عادات و اخلاق کو کما حقہ احاطہ تحریر میں لانا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

یہ آپ کی محبت اور عقیدت ہی ہے کہ جہاں باہمت اور خوش نصیب قلم کاروں نے

آپ کی سیرت پر کئی مجلات پر مشتمل شاہکار تصنیف کیں وہاں بعض لوگوں نے اپنے انداز میں آپ کی زندگی کے بعض پہلوؤں کو گلدستہ عقیدت میں سجا کر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ زیر نظر کتاب میں دیگر چند عنوانات کے ساتھ ساتھ آپ کی زندگی کے آخری ایام میں کی گئی وصیتوں کو بڑے احسن پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ جن میں دروس اور عبر کا ایک سنہری باب پڑھنے کو ملتا ہے اور یہ فرمودات قاری کے دل و دماغ پر اس لیے گہرا اثر چھوڑتے ہیں کہ یہ سرورِ کونین کی زندگی کی آخری وصیتیں، نصیحتیں اور دروس ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذخیرہ آخرت اور دنیا میں بھی اسوۂ حسنہ پر عمل کا ذریعہ بنائے۔

محمد سرور عاصم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، درود و سلام ہوں ان پر ان کے صحابہ پر اور تا قیامت ان کی پیروی کرنے والوں پر۔

اما بعد:

یہ ایک مختصر سا کتابچہ ہے۔ میں نے اس میں اختصار کے ساتھ نبی ﷺ کا نسب، آپ کی پیدائش، آپ کی ذمہ داری، جہاد و اجتہاد، بہترین اعمال، عرفات، منیٰ اور مدینہ میں اپنی امت کے لیے الوداعی باتیں، زندوں اور مردوں کے لیے الوداعی گفتگو اور ان جگہوں پر آپ کی وصیتوں کا ذکر، آپ کے مرض کی ابتدا، سختی اور موت کے وقت اپنی امت کے لیے وصیتیں اور الوداعی باتیں اور آپ کا رفیق اعلیٰ کو پسند کرنا، اس کی وضاحت کہ آپ ﷺ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی، اور ان کی موت کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانی، آپ کی میراث، آپ کے حقوق آپ کی امت پر ذکر کئے ہیں۔ میں نے ان سے حاصل شدہ اسباق، فوائد، عبرتوں اور نصیحتوں کا تذکرہ بھی ہر بحث کے آخر میں کر دیا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے ہی اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو میرے لیے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لیے مقبول اور نفع بخش بنا دے کیونکہ وہی اس بات کا نگران اور اس پر قادر ہے۔ اور میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ایسا علم سکھائے جو ہمیں نفع دے، اور تمام مسلمانوں کو سید المرسلین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، درود و سلام اور برکتیں ہوں اللہ کے بندے، اس کے رسول، مخلوق میں سب سے بہتر، ہمارے نبی، ہمارے امام، ہمارے پیشوا، ہمارے حبیب ﷺ پر، ان کی آل، ان کے صحابہ پر۔

سعید بن علی بن وہف القحطانی

پہلا باب

نبی ﷺ کے نسب نامہ اور ذمہ داری کا خلاصہ

آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔ [1]

نبی ﷺ قریش سے، قریش عرب سے، عرب اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔ [2]

رسول اللہ ﷺ مکہ میں عام الفیل کے سال ربیع الاول کے مہینے میں [3] پیر کے دن [4] الموافق ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ [5] اور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ [6] ان میں سے چالیس سال نبوت سے پہلے کے اور ۲۳ سال دورِ نبوت ورسالت کے ہیں ﴿اِقْرَاْ﴾ کے ساتھ آپ کو نبوت دی گئی اور ﴿مدثر﴾ کہہ کر رسالت عطا کی گئی۔

آپ کا شہر مکہ تھا پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرک سے ڈرانے کے لیے بھیجا، آپ توحید کی دعوت دیتے، دس سال تک آپ توحید کی دعوت دیتے رہے اور دس سال بعد آپ کو معراج کروائی گئی۔ جہاں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ [7]

آپ نے مکہ میں تین سال تک نماز پڑھی اور اس کے بعد آپ کو مدینہ کی طرف

---

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی ﷺ (فی ترجمة الباب) سیرة ابن ہشام :ص:۷۔ [2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی، حدیث:۲۲۷٦؛ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ، حدیث: ۳٦۰۵، ۳٦۰٦۔ [3] سیرة ابن ہشام، ص:۷٦؛ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ، حدیث:۳٦۱۹۔ [4] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شہر، حدیث: ۱۹۸ / ۱۱٦۲، سیرة ابن ہشام، ص:۷٦۔

[5] رحمة للعالمین:۱/ ۳۵۔ [6] صحیح بخاری، کتاب، المغازی، باب وفاة النبی ﷺ، حدیث:٤٤٦٦؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کم سن النبی ﷺ یوم قبض، حدیث: ۲۳٤۹۔ [7] صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب کیف فرضت الصلاة فی الاسراء، حدیث: ۳٤۹؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ، حدیث:۱٦۳۔

ہجرت کا حکم دے دیا گیا، جب آپ نے مدینہ کو اپنا مسکن بنا لیا تو آپ کو بقیہ فرائض کا حکم دیا گیا مثلاً، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، اذان، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اس کے علاوہ دوسرے احکامات۔ ان پر آپ دس سال تک عمل کرتے رہے اور اس کے بعد جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان کا دین باقی ہے اور یہی ان کا دین ہے۔ کوئی ایسی بھلائی نہیں جس سے آپ نے اپنی امت کو آگاہ نہ کیا ہو اور کوئی ایسی برائی نہیں جس سے آپ نے اپنی امت کو نہ ڈرایا ہو۔ آپ خاتم الانبیا ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا اور جن وانس پر آپ کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ جس نے بھی آپ کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے آپ کی نافرمانی کی وہ آگ میں چلا جائے گا۔

خلاصۂ قول: اسباق، فوائد، عبرتیں اور نصیحتیں اس باب میں بہت زیادہ ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

① نبی ﷺ ساری کائنات سے افضل اور بہترین ہیں۔ آپ نسب کے لحاظ سے لوگوں میں اچھے اور بہترین ہیں۔ عقل کے لحاظ سے بردبار، دنیا وآخرت میں مرتبے میں سب سے بلند لوگوں میں سے بلند و بالا اور قیامت کے دن انبیا کے درمیان سب سے زیادہ پیروکار آپ کے ہونگے۔

② ہر سال ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو آپ کے میلاد کے لیے اجتماع کرنا بدعت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ کام نہیں کیا، نہ ان کے بعد ان کے صحابہ نے یہ کام کیا اور نہ ہی تابعین نے اپنے بہترین دور میں یہ کام سرانجام دیا اس کے باوجود میلاد النبی کا تعین ۱۲ تاریخ کو صحیح فعل نہیں کیونکہ اس میں بھی اختلاف ہے اور اگر ۱۲ تاریخ آپ کی ولادت کی ثابت بھی ہو جائے تب بھی جلسہ جلوس بدعت ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث: ۲۶۹۷؛ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ۱۷/۱۷۱۸۔

"جس شخص نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات گھڑی جس کا تعلق اس دین سے نہیں وہ مردود ہے۔"

اور مسلم کی روایت میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

"جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔"

③ نبی ﷺ کی ذمہ داری توحید کی طرف دعوت دینا، لوگوں کو شرک کے اندھیروں سے بچا کر توحید کے نور کی طرف لانا، گناہ اور بدکاریوں سے نکال کر اطاعت اور نیک اعمال کی طرف لانا، جہالت سے نجات دلا کر علم و معرفت کی شمع تھمانا تھی کوئی ایسی بھلائی نہیں جس کی خبر آپ نے اپنی امت کو نہ دی ہو اور کوئی ایسی برائی نہیں جس سے آپ نے اپنی امت کو نہ ڈرایا ہو۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ۱۸/ ۸ ،۱۷۔

دوسرا باب

نبی اکرم ﷺ کا جہاد، اجتہاد اور اخلاق

رسول اللہ ﷺ ایک اسوہ، پیشوا اور ایسے امام تھے جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾ [1]

”تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملاقات) اور آخرت کی امید رکھتا ہے اور اس نے اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا۔“

اسی وجہ سے آپ ﷺ اس قدر نماز پڑھتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا اور سوج جایا کرتے، آپ سے کہا گیا: آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا)) [2]

”تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

آپ ﷺ رات کو گیارہ رکعت (نماز تہجد) پڑھا کرتے [3] کبھی تیرہ رکعت پڑھ لیا کرتے [4] اس کے علاوہ بارہ رکعت سُنن [5] کبھی دس رکعت بھی پڑھا کرتے تھے۔ [6]

---

[1] ۳۳/ الاحزاب:۲۱۔ [2] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ اللیل، حدیث:۱۱۳۰؛ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب اکثار الاعمال والاجتہاد فی العبادۃ، حدیث:۲۸۱۹۔ [3] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث:۱۱۴۷؛ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ، حدیث:۷۳۸۔

[4] صحیح مسلم، حوالہ سابق، حدیث:۷۳۷۔ [5] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن الراتبۃ......، حدیث:۷۲۸؛ من قولہ ﷺ۔

[6] صحیح بخاری، کتاب التطوع، باب التطوع بعد المکتوبۃ، حدیث:۱۱۷۲، ۱۱۷۳؛ صحیح مسلم، حوالہ سابق، حدیث:۷۲۹، ۷۲۳۔

(اشراق) چاشت کی نماز چار رکعت پڑھتے۔ 1 اس سے زیادہ بھی کر لیتے جتنا اللہ چاہتا 2 رات کی نماز کو لمبا کرتے، کبھی ایک رکعت میں اتنا قرآن پڑھتے جو پانچ پاروں کے برابر ہوتا۔ 3 آپ کا طریقہ ہر رات اور دن میں چالیس (۴۰) رکعت پڑھنا تھا ان میں سے سترہ (۱۷) رکعت فرائض کی ہوتیں رمضان کے علاوہ آپ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھتے، 4 پیر اور جمعرات کا روزہ بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ 5 شعبان میں سوائے چند دن کے پورا مہینہ روزہ رکھتے۔ 6 آپ شوال کے چھ روزے رکھنے کی بھی ترغیب دیتے تھے۔ 7 کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے کہ باتیں ہونے لگتیں کہ اب آپ روزے ہی رکھتے رہیں گے اور کبھی اتنے روزے چھوڑتے کہ باتیں ہونے لگتیں کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ 8 رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھتے تھے سوائے شعبان کے چند دن چھوڑ کر۔ 9 آپ یوم عاشوراء کا روزہ بھی رکھتے تھے 10 اور آپ سے ۹ ذی الحجہ کا روزہ بھی منقول ہے۔ 11 آپ دو تین دن تک مسلسل روزہ رکھتے

---

1 2 صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی، حدیث: ۷۱۹۔ 3 صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، حدیث: ۷۷۲۔ 4 صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر، حدیث: ۱۱۶۰۔ 5 سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین و الخمیس، حدیث: ۷۴۵، ۷۴۷؛ سنن نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی، حدیث: ۲۳۶۲؛ سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب صیام یوم الاثنین والخمیس، حدیث: ۱۷۳۹۔ 6 صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث: ۱۹۶۹، ۱۹۷۰؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان، حدیث: ۱۷۶/ ۱۱۵۶۔ 7 صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال، حدیث: ۱۱۶۴۔ 8 صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث: ۱۹۶۹، ۱۹۷۱؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان، حدیث: ۱۷۶/ ۱۱۵۶۔۱۱۵۷ 9 دیکھئے حوالہ سابق۔ 10 صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء حدیث: ۲۰۰۲ و مابعد؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، حدیث: ۱۱۲۵ وما بعدہ۔ 11 سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب فی صوم العشر، حدیث: ۲۴۳۷؛ سنن نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی، حدیث: ۲۳۷۴۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ ذوالحجہ کے نو روزے رکھتے تھے۔

(وصال کرتے) اور (دوسروں کو) وصال سے منع فرماتے اور اس بات کی وضاحت انہوں نے کردی تھی کہ آپ ﷺ اپنی امت کی طرح نہیں ہیں کیونکہ وہ رات اپنے رب کے حضور مناجات کرتے ہوئے گزارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا ہے اور پلاتا بھی ہے۔ [1] اور یہ درست بات ہے کیونکہ انہیں اللہ سے مناجات کرتے ہوئے، عبادت، اُنس، راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَا بِلَالُ! أَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ)) [2] ''اے بلال ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ۔''

اور فرمایا:

((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) [3]

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

آپ صدقہ بہت زیادہ کرتے تھے اور جب آپ ﷺ سے جبریل ملاقات کرتے تو آپ صدقہ کرنے میں آندھی سے بھی زیادہ تیز ہوتے۔ [4] آپ ایسے شخص کی طرح عطا کرتے جسے فاقے کا ڈر نہ ہوتا اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ایک آدمی کو اتنی بکریاں دیں جو دو پہاڑوں کے درمیان بھر گئیں وہ آدمی اپنی قوم کی طرف پلٹا تو اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ ایسے شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے فاقہ کا ڈر نہیں ہوتا۔ [5]

آپ ﷺ سب سے زیادہ باعزت، سب سے زیادہ بہادر [6] سب سے زیادہ رحم

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الصوم باب الوصال، حديث:١٩٦١، ١٩٦٤؛ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن الوصال، حديث:١١٠٢، ١١٠٤۔

[2] سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی صلاة العتمة، حديث:٤٩٨٥؛ مسند احمد: ٥/ ٣٦٤۔

[3] سنن نسائی، كتاب عشرة النساء، باب حب النساء، حديث:٣٣٩٢؛ مسند احمد: ٣/ ١٢٨۔

[4] صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، باب كيف كان بدء الوحی الى رسول الله ﷺ، حديث:٦؛ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب جوده ﷺ، حديث:٢٣٠٨۔

[5] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فی سخائه ﷺ، حديث:٢٣١٢۔

[6] صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب الحمائل و تعليق السيف بالعنق، حديث:٢٩٠٨؛ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شجاعته ﷺ، حديث:٢٣٠٧؛ سنن ترمذی، كتاب المناقب:٣٦١٠، ٣٦١٦، واسناد الترمذی ضعيف۔

دل، تواضع، عدل، صبر، نرمی، ، دلجوئی، عفو و درگزر، حلم و حیا اور حق پر ڈٹ جانے میں سب سے عظیم تھے۔

آپ ﷺ نے جہاد کے تمام میدانوں میں جہاد کیا: جہاد النفس (نفس سے جہاد) کے چار مراتب ہیں۔ (۱) امور دین کے سیکھنے پر جہاد (۲) اس پر عمل کرنا (۳) اس کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دینا (۴) اور دعوت کی سختیوں پر صبر کرنا۔

جبکہ جہاد الشیطان (شیطان سے جہاد) کے دو مرتبے ہیں (۱) شیطان جو شبہات پیدا کرتا ہے انہیں ختم کرنے پر جہاد (۲) اور جو خواہشات و شہوات مزین کر کے دکھلاتا ہے ان کے خلاف جہاد۔

جہاد الکفار (کفار سے جہاد) کے بھی چار مراتب ہیں (۱) دل سے (۲) زبان سے (۳) مال سے (۴) اور ہاتھ سے۔

اہل ظلم کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں (۱) ہاتھ سے (۲) پھر زبان سے (۳) پھر دل سے۔

تو یہ کل تیرہ مراتب جہاد ہوئے۔ اور آپ ﷺ ان مراتب میں کامل ترین انسان تھے کیونکہ آپ نے تمام مراتب بحسن وخوبی پورے کیئے۔ آپ کی تمام گھڑیاں آپ کے دل، زبان، مال اور ہاتھ کے ساتھ جہاد کے لئے وقف تھیں۔ اسی وجہ سے آپ کی قدر ومنزلت اللہ کے ہاں تمام جہان والوں سے بلند ہے۔ [1] آپ کے اور توحید کے دشمنوں کے درمیان بار بار جنگیں ہوئیں۔ جن غزوات میں آپ نے بذات خود قیادت کی ان کی تعداد ۲۷ ہے اور ان میں سے ۹ میں آپ نے قتال کیا، باقی دوسری جنگیں جن میں آپ نے لشکر بھیجے اور خود قیادت نہیں کی انہیں سرایا کہا جاتا ہے ان کی تعداد ۵۶ تک پہنچتی ہے۔ [2]

آپ ﷺ لوگوں سے بہت اچھے طریقے سے معاملہ کیا کرتے تھے، جب کسی سے قرض لیتے تو اس سے بہتر واپس کرتے۔ ایک آدمی آیا اور آپ سے ایک اونٹ کا تقاضا کیا

[1] زاد المعاد: ۳/ ۵، ۱۰، ۱۲۔ [2] فتح الباری: ۷/ ۲۷۹-۲۸۱، ۸/ ۱۵۳؛ شرح النووی: ۱۲/ ۹۵۔

اور آپ سے سخت باتیں کیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے پکڑ لیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) ''اسے چھوڑ دو کیونکہ حق والے کو بات کرنے کا حق ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک اونٹ ہے جو اس کے اونٹ سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے دے دو۔'' اس آدمی نے کہا: آپ نے مجھے میرا حق پورا دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھرپور صلہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللّٰهِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً))

''اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اچھے طریقے سے قرض واپس کرتا ہے۔'' [1]

آپ ﷺ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا جب جابر رضی اللہ عنہ اونٹ لائے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''میرے بارے میں کیا خیال ہے کیا میں نے کمی تو نہیں کی؟'' جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ بھی لے لو اور قیمت بھی۔'' [2]

آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے کیونکہ آپ کا اخلاق سراسر قرآن تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ)) [3] ''آپ کا اخلاق قرآن تھا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ)) [4]

''مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں اچھے اخلاق مکمل کروں۔''

آپ ﷺ دنیا سے انتہائی بے رغبت تھے۔ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالة باب وکالة الشاهد والغائب جائزة، حدیث:٢٣٠٥؛ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب جواز اقتراض الحیوان، حدیث:١٦٠٠، ١٦٠١۔

[2] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب شراء الدواب والحمیر، حدیث:٢٠٩٧؛ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب بیع البعیر واستثناء رکوبه، حدیث:١٠٩/ ٧١٥۔

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب جامع صلاة اللیل، حدیث:٧٤٦۔

[4] مسند احمد:٢/ ٣٨١؛ الادب المفرد:٢٧٦؛ مکارم الاخلاق خرائطی:١٣۔

آپ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے جس سے آپ ﷺ کے پہلو میں نشانات پڑ گئے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو اپنے پہلو کو سہلانے لگے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کوئی بستر بنا لیتے جو اس سے نرم ہوتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا مَا مَثَلِيْ وَ مَثَلُ الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَفِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [1]

"مجھے دنیا سے کیا غرض میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے جو ایک سخت گرم دن میں سفر کر رہا ہے تو وہ دن کی کوئی ایک گھڑی کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گیا ہے پھر وہاں سے کوچ کیا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔"

اور فرمایا:

(لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِيْ أَنْ يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ)) [2]

"اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی ہو سوائے اس کے جسے میں قرض کے لیے بچا کر رکھ لوں۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ((مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ)) [3] آل محمد ﷺ نے تین دن مسلسل پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ وفات پا گئے۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ما الدنیا الاکراکب استظل، حدیث:۲۳۷۷؛ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، حدیث:۴۱۰۹۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب اداء الدیون، حدیث: ۲۳۸۹؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاة، حدیث:۹۹۱۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الاطعمة بقول الله تعالی:﴿ کلوا من طیبات مارزقناکم﴾، حدیث:۵۳۷۴؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن، حدیث:۱۹۷۶۔

اس حدیث سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اکثر پیٹ نہ بھرنے کا سبب ان کے پاس اشیا کی کمی تھی آپ یہ چیزیں ہوتے ہوئے بھی خود پر دوسروں کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

اسی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ)) [1]

"نبی ﷺ اس دنیا سے چلے گئے اور کبھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی۔"

اور فرماتی ہیں:

((مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ أُكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ))

"آل محمد ﷺ نے دن میں جب بھی دو لقمے کھائے تو ایک لقمہ ان میں سے کھجور ہوا کرتی تھی۔"

اور فرماتی ہیں:

((إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ۔ فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا كَانَ يُقِيتُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ)) [2]

"ہم دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلتی، عروہ نے کہا: آپ کی خوراک کیا تھی؟ فرمایا: دو کالی چیزیں کھجور اور پانی۔"

تیسرے چاند سے مراد جو دو مہینے ختم ہونے کے بعد دیکھا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا ہوتا اور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، باب ماکان النبی ﷺ واصحابه یأکلون، حدیث:٥٤١٥، من حدیث ابی هریرة رضی اللہ عنہ؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد:٢٩٧٣-٢٩٧٤، نحوه من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابه حدیث:٦٤٥٥؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن، حدیث:٢٩٧١۔

اس کی بھرائی (کھجور کے) پتے ہوا کرتے تھے۔ 1 اس کے باوجود آپ ﷺ فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)) 2

''اے اللہ آل محمد کا رزق (کفایت کرنے والا) مناسب سا رکھنا۔''

آپ ﷺ سب سے زیادہ متقی تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّيْ لَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ أَوْفِيْ بَيْتِيْ فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأُلْقِيْهَا)) 3

''میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور گری ہوئی پاتا ہوں میں اسے کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں پھر میں ڈر جاتا ہوں کہ کہیں یہ صدقے کی نہ ہو اور اسے پھینک دیتا ہوں۔''

حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟)) 4

''پھینک دو اسے پھینک دو کیا تمہیں نہیں پتہ کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

ان مبارک اور عظیم اعمال کے باوجود آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَأَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ، وَكَانَ آلُ

1 صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه، حدیث:٦٤٥٦؛ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب التواضع فی اللباس، حدیث: ٣٨/ ٢٠٨٢۔

2 صحیح بخاری، حواله سابق، حدیث:٦٤٦٠؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فی الکفاف والقناعة، حدیث:١٠٥٥۔

3 صحیح بخاری، کتاب اللقطة، باب اذا وجد تمرة فی الطریق، حدیث:٢٤٣٢؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب تحریم الزکاة علی رسول الله ﷺ، حدیث:١٠٧٠۔

4 صحیح مسلم، حواله سابق، حدیث:١٠٦٩۔

مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا عَمِلُوْا عَمَلاً أَثْبَتُوْهُ)) [1]

''اعمال میں سے وہ اختیار کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتا تا جبکہ تم اکتا جاتے ہو اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جسے کرنے والا اس پر ہمیشگی اختیار کرے اگر چہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور آل محمد ﷺ جب کوئی عمل کرتے ہیں تو اس پر ثابت رہتے ہیں۔''

وَكَانَ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا [2]

''اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی اختیار کرتے۔''

نبی ﷺ کے کچھ صحابہ نے نبی ﷺ کی عبادت کو دیکھ کر اپنی عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے ہم نبی ﷺ کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ ایک کہنے لگا میں اب ہمیشہ رات کو نماز پڑھوں گا۔ دوسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرا کہنے لگا: میں عورتوں سے علیحدگی اختیار کرلوں گا اور کبھی بھی شادی (صحبت) نہیں کروں گا، [کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا] یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

((أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَ أَرْقُدُ، وَ أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) [3]

''تم ہی وہ لوگ ہو جنھوں نے یہ باتیں کہیں ہیں؟ خبردار اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور اس کا تقویٰ رکھنے والا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں، میں نماز پڑھتا بھی ہوں اور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث: ۱۹۷۰؛ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم، حدیث: ۷۸۲۔

[2] صحیح بخاری، حواله سابق۔

[3] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث: ۵۰۶۳؛ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، حدیث: ۱۴۰۱۔ قوسین والے الفاظ مسلم کے ہیں۔

سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں تو جس شخص نے میری سنت (طریقے) سے بے رغبتی کی اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔"

باوجود ان اعمال جلیلہ کے آپ فرمایا کرتے تھے:

((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُوَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ)) قَالُوْا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ((قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ))

"سیدھے ہو جاؤ اور خوب جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے ہرگز نجات نہیں پا سکتا۔ صحابہ نے کہا: کیا آپ بھی اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: ہاں میں بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے مجھے ڈھانپ لے۔"

اور ایک روایت میں ہے:

((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا)) [1]

"تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (اللہ کی عبادت) کر لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلو، منزلِ مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔"

اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ)) [2]

"اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت کر دے۔"

اور فرمایا کرتے تھے:

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه، حدیث:٦٤٦٣ ٦٤٦٤؛ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب لن یدخل احد الجنة عمله، حدیث:٢٨١٦/٢٨١٨۔

[2] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء یا مقلب القلوب، حدیث:٣٥٢٢۔

((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ)) [1]

''اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے، میرا دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

خلاصہ کلام:

اسباق فوائد عبرتیں اور نصیحتیں اس باب میں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

① نبی ﷺ ہر سچے مسلمان کے لیے تمام امور میں پیشوا ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [2]

''تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملاقات) اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا بہت ذکر کرتا ہے۔''

② نبی ﷺ لوگوں میں صورت، سیرت کے لحاظ سے سب سے خوب صورت تھے آپ کی ہتھیلی انتہائی نرم تھی، آپ کی خوشبو انتہائی پاکیزہ تھی، عقل میں کامل، ازدواجی زندگی میں بہترین، اللہ کو پہچاننے والے اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے۔ [3] لوگوں میں سب سے بہادر اور سب سے زیادہ باعزت، قرض ادا کرنے میں اچھے، معاملہ کرنے میں درگزر کرنے والے، اپنے رب کی اطاعت میں سب سے زیادہ کوششیں کرنے والے، تحمل و بردباری میں باصبر، اللہ سے بہت ڈرنے والے، اللہ کے بندوں پر رحم کرنے والے،

[1] صحیح مسلم کتاب القدر، باب تصریف اللہ القلوب کیف شاء، حدیث: ۲۶۵٤۔

[2] ۳۳/ الاحزاب: ۲۱۔ [3] عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اتیت رسول اللہ ﷺ وھو یصلی ولجوفہ أزیز کا زیز المرجل من البکاء [1] صححہ الالبانی فی مختصر الشمائل برقم: ۲۷٦ و معنی ازیز المرجل: غلیان القدر۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی طرح آواز نکل رہی تھی۔''

[1] سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب البکاء فی الصلاۃ، حدیث: ۹۰٤؛ سنن نسائی، کتاب السھو، باب البکاء فی الصلاۃ حدیث: ۱۲۱۵۔

انتہائی باحیا، اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لینے والے اور نہ اپنی ذات کے لئے غصہ کرنے والے، لیکن جب اللہ کی حدود کو توڑا جاتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لینے والے، جب آپ اللہ کے لئے غصے میں آتے تو آپ کے غصے کی وجہ سے کوئی شخص آپ کے سامنے کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔ طاقتور، کمزور، قریبی، دور کا...... حق میں آپ کے پاس برابری کا درجہ رکھتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر دل چاہتا تو کھا لیتے، دل نہ چاہتا تو چھوڑ دیتے، کھانے میں جو میسر ہوتا تھا کھا لیتے کبھی اس میں تکلف نہ کرتے، آپ ﷺ تحفہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ دیتے، اپنے جوتے گانٹھتے اور اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگاتے، گھر کے کام میں ان کا ہاتھ بٹھاتے، اپنی بکری کا دودھ خود دو لیتے، انتہائی عاجزی اختیار کرنے والے تھے، دعوت دینے والا، امیر ہوتا یا فقیر غریب ہوتا یا کوئی معزز اس کی دعوت قبول کرتے، آپ ﷺ مساکین سے محبت کرتے، فقیر کو اس کی فقیری کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے اور نہ کسی بادشاہ کی بادشاہت کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتے، آپ ﷺ گھوڑے، اونٹ، گدھے اور خچر پر سواری کرتے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لیتے۔ جو آپ کے پیچھے چلتا اسے چھوڑتے نہیں تھے۔ آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نقش بھی چاندی کا، آپ اسے اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی انگلی میں پہنا کرتے اور کبھی بائیں ہاتھ میں، آپ اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانے عطا کئے تھے لیکن آپ ﷺ نے آخرت کو اختیار کیا، آپ بہت زیادہ ذکر کرتے، ہمیشہ غور وفکر میں رہتے، کھیل میں کبھی کبھار حصہ لے لیتے، آپ بہت زیادہ نماز پڑھتے، خطبہ مختصر دیتے خوشبو پسند کرتے اور اسے رد نہ کرتے، بدبو کو سخت ناپسند فرماتے، آپ ﷺ اکثر تبسم فرمایا کرتے کبھی کبھار اتنا ہنستے کہ آپ کی داڑھیں نظر آ جاتیں، آپ مزاح بھی کرتے تو سچ بولتے کسی پر ظلم نہ کرتے عذر پیش کرنے والے کا عذر قبول فرماتے، آپ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے اور انہیں چاٹتے اور پینے کے دوران برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لیتے، جوامع لکلم (جامع مانع) کے ساتھ گفتگو کرتے، جب بات کرتے تو فیصلہ کن بات کرتے، جو آپ کے پاس بیٹھتا اس کی حفاظت کرتے، جب بات سمجھ میں نہ آتی تو سمجھانے کے لئے تین

مرتبہ بات کو دہراتے، بغیر ضرورت کے بات نہ کرتے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے مکارم اخلاق اور محاسن افعال جمع کر دیئے تھے۔ آپ کا ڈانٹنا بھی ہلکا پھلکا ہوتا، آپ ﷺ نرمی کا حکم دیتے اور اس کی رغبت دلاتے، سختی سے منع فرماتے، عفو در گزر، حلم و بردباری، حسن خلق، مکارم اخلاق کی رغبت دلاتے۔ آپ ﷺ وضو، جوتا، پہننے، کنگھی کرنے اور اپنے ہر کام میں دائیں طرف کو پسند فرماتے، آپ ﷺ بایاں ہاتھ کم تر کاموں کے لئے استعمال کرتے۔ جب لیٹتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے، اور اپنی دائیں ہتھیلی اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے۔ جب صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے پڑاؤ ڈالتے تو اپنا بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے، آپ کی مجلس، مجلس علم، حلم، حیا، امانت، تحفظ، صبر، سکینت ہوتی، اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتیں نہ ان میں عزتوں کو اچھالا جاتا، لوگ آپ کی مجلس میں تقویٰ کی بنا پر فضیلت حاصل کرتے، آپس میں تواضع اختیار کرتے، بڑوں کی عزت کرتے، چھوٹوں پر رحم کرتے محتاج کو ترجیح دیتے، بھلائی کی طرف دعوت دینے کے لئے نکلتے، زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر کھاتے۔ غلام، مسکین اور محتاج کے ساتھ چلتے اور ان کی ضرورت پوری کرتے۔ کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کہتے محرم کے علاوہ دوسری عورتوں سے مصافحہ نہ کرتے، آپ صحابہ کی تالیف قلب کرتے اور انہیں تلاش کرتے، ہر قوم کے باعزت شخص کی عزت کرتے، اپنے چہرے اور گفتگو کے ذریعے اس شخص کی طرف توجہ کرتے جو آپ سے بات چیت کرتا حتیٰ کہ برے شخص کی طرف بھی تالیف کے لئے توجہ کرتے، آپ فحش گو، بدکلام اور شور شرابہ کرنے والے نہیں تھے، نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے۔ بلکہ معاف کر دیتے، درگزر فرماتے اور بردباری اختیار کرتے، خادم کو نہ مارتے، نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی اور چیز کو سوائے اس وقت جب آپ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہوں۔ آپ کو جب دو چیزوں کا اختیار دیا جاتا تو ان میں سے آسان کو اختیار کرتے جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو سب سے زیادہ دور ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کامل اخلاق اور محاسن عادات جمع کر دی تھیں۔ [1] اور آپ کو

---

[1] دیکھئے شمائل ترمذی: ٦، ٧، ٣١٩، ٣٣٤۔ اس میں مندرجہ بالا اکثر صفات کا تذکرہ ہے۔

علم، فضل اور ایسے کام جن میں نجات، کامیابی اور دنیا و آخرت کی خوش بختی تھی دیئے گئے جو کسی بھی شخص کو نہیں دیئے گئے، آپ اُمی تھے لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ انسانوں میں سے آپ کا کوئی معلم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اول آخر پر چن لیا اور آپ کے دین کو جن وانس سب کے لئے قیامت تک دین بنا دیا۔ آپ پر قیامت تک درود وسلام ہو کیونکہ آپ کا خلق قرآن ہے۔

آپ کے اعمال، اقوال، کوشش واجتہاد وجہاد، زہد وتقویٰ، سچائی واخلاص میں آپ کی اقتدا اور آپ کو نمونہ بنانا ضروری ہے، سوائے ان کاموں کے جو آپ کے ساتھ خاص ہیں، یا جن کے کرنے پر قدرت نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُمِلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)) [2]

"وہ اعمال اختیار کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا لیکن تم اکتا جاتے ہو۔"

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) [3]

"جس سے میں نے تمہیں منع کیا ہے اس سے رک جاؤ اور جس کام کا حکم دیا ہے تو جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا اسے انجام دے لو۔"

[1] صحيح بخاری، كتاب الصوم، باب صوم شعبان، حديث: ١٩٧٠؛ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم، حديث: ٧٨٢۔

[2] صحيح بخاری، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حديث: ٧٢٨٨؛ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة فى العمر، حديث: ١٣٣٧۔

تیسرا باب

نبی ﷺ کی بہترین اعمال پر ہمیشگی رہنا

رسول اللہ ﷺ جب کوئی عمل کرتے تو اسے ہمیشہ کرتے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ أَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ وَاِنْ قَلَّ)) [1]

''اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اعمال وہ ہیں جن پر دوام کیا جائے اگر چہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے جب آخری سال تھا جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا اور آپ ﷺ پر ہر سال ایک مرتبہ قرآن پیش (تلاوت) کیا جاتا جس سال آپ ﷺ فوت ہوئے اس میں دو مرتبہ قرآن پیش ہوا۔ [2]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی موت سے پہلے اکثر کہا کرتے تھے

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ اِلَيْكَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ أَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا قَالَ: ((جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ أُمَّتِيْ إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾)) [3]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، حديث: ٦٣٦٤، ٦٣٦٦؛ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب لن يد خل احد الجنة بعمله، حديث: ٧٨٢، ٢٨١٨- [2] صحيح بخارى، كتاب الا عتكاف، باب الاعتكاف فى العشر الاوسط من رمضان، حديث: ٢٠٤٤، كتاب فضائل القرآن، باب كان جبرئيل يعرض القرآن على النبى ﷺ، حديث: ٤٩٩٨- [3] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال فى الركوع والسجود، حديث: ٢١٨/ ٤٨٤-

"اے اللہ میں تیری تسبیح وتحمید بیان کرتا ہوں، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تجھ سے توبہ کا طلبگار ہوں۔" عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے کلمات ہیں کہ جنہیں آپ نے بنایا ہے اور آپ انہیں کہتے رہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے لئے میری امت میں ایک علامت بنادی گئی جب میں اسے دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں" جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی۔"

عبداللہ بن عباس، عمر رضی اللہ عنہم سے اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی کہ یہ اللہ کے رسول کی موت کا وقت ہے جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی، عمر رضی اللہ عنہ کہتے: اس سورت سے مجھے بھی وہی معلوم ہوا ہے جو آپ کو ہوا ہے۔ [1] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سورت ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ یوم نحر کے دن نازل ہوئی، اس وقت نبی ﷺ حجۃ الوداع کے دوران منیٰ میں تھے۔ [2] یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایام تشریق میں نازل ہوئی۔ [3]

طبرانی میں یہ ہے کہ جب سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آخرت کے معاملے میں اور زیادہ مشغول ہو گئے۔ [4] اسی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) قرآن کی تفسیر کیا کرتے تھے۔ [5]

خلاصہ کلام:

اسباق، فوائد، عبرتیں اس باب سے بہت زیادہ حاصل ہوتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة اذاجاء نصر الله والفتح، حدیث: ٤٩٧٠۔
[2] فتح الباری: ٨/ ٧٣٤، کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد آپ ٨١ دن زندہ رہے۔
[3] فتح الباری: ٨/ ١٣٠۔ [4] معجم کبیر طبرانی؛ ١١٩٠٣؛ معجم اوسط: ٢٠١٧۔
[5] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب التسبیح والدعاء فی السجود، حدیث: ٨١٧؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث: ٤٨٤۔

① عمل صالح پر ہمیشگی کی رغبت، اور قلیل عمل مستقل ہو تو اس کثیر عمل سے بہتر ہے جو کبھی کبھار ہو۔ کیونکہ قلیل نیک عمل کی وجہ سے اطاعت، اللہ کا ذکر، نیت، اخلاص، خالق کی طرف توجہ قائم رہتی ہے، مستقل قلیل عمل نفع مند ہے کیونکہ یہ کبھی کبھار کئے جانے والے نیک عمل سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ [1]

② جو شخص کوئی ایسی عبادت کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی طاقت میں نہیں تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ اکتا کر اسے چھوڑ نہ دے۔ [2]

③ مسلمان آدمی جیسے جیسے عمر میں بڑھتا جاتا ہے اسی طرح قدرت اور طاقت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہترین حالت میں ملے اور اس وجہ سے بھی کہ اعمال کا فیصلہ خاتمہ کے لحاظ سے ہے اور بہترین نیک اعمال وہ ہیں جو خاتمے کے وقت تک جاری ہوں۔ [3]

[1] فتح الباری: ١/ ١٣ وشرح النووی: ٦/ ٣١٨۔ [2] فتح الباری: ٤/ ٢١٥۔
[3] فتح الباری: ٤/ ٢٨٥، ٩/ ٤٦۔

چوتھا باب

حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کی اپنی امت کے لئے وصیت اور الوداعی باتیں

1 لوگوں میں حج کا اعلان:

جب آپ نے واضح احکامات پہنچا دیئے، امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کروا دیا اور انہیں بتایا کہ آپ ﷺ دسویں سال حج کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ نے نو سال مدینے میں گزارے سب کے سب جہاد، دعوت اور تعلیم سے بھرپور تھے۔

اس عظیم اعلان کا جس کے ذریعے آپ ﷺ نے لوگوں تک فریضہ حج پہنچانے کا قصد کیا تھا تاکہ لوگ آپ سے مناسک حج سیکھ لیں، آپ کے اقوال اور افعال دیکھ لیں، حاضر ہونے والا غیر حاضر کو بات پہنچا دے اور آپ کی رسالت قریب و بعید تک پہنچ جائے۔ [1]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نو سال تک حج نہیں کیا پھر دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ حج کرنے والے ہیں، مدینے سے تمام لوگ اکٹھے ہو گئے سب یہی چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کریں اور آپ کے عمل کی مثل عمل کریں (پھر حدیث بیان کی اس میں ہے) یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی بیداء پر کھڑی ہو گئی، جہاں تک میری نظر جاتی تھی میں نے پیادہ و سوار دیکھے آپ کے سامنے، دائیں بائیں، آپ کے پیچھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے آپ پر قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ اس کا مطلب سمجھا رہے تھے۔ آپ جو عمل کرتے ہم بھی وہی عمل کرتے۔ حتیٰ کہ آپ عرفہ پہنچے جہاں آپ کے لئے نمرہ میں خیمہ لگایا گیا تھا۔ تو آپ نے وہاں پڑاؤ کیا۔

---

[1] شرح مسلم نووی: ۸/ ۴۲۲؛ وشرح ابی: ۴/ ۲۴۴۔

2 عرفات میں آپ کی اپنی امت کے لئے وصیتیں اور الوداعی باتیں

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہاں تک کہ جب سورج مائل ہوگیا آپ نے قصواء (اونٹنی) کو چلنے کا حکم دیا تو وہ چلتی ہوئی بطن وادی میں پہنچ گئی آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّه، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ، وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ، وَأَدَّيْتَ، وَنَصَحْتَ، فَقَالَ: بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا، إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) [1]

"تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر حرام ہیں، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح۔ خبر دار جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے اور جاہلیت کے خون بھی معاف ہیں اور پہلا خون جسے میں (اپنے رشتہ داروں کے خون سے) معاف کرتا ہوں ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔ جنہوں نے بنی سعد میں دودھ پیا تھا، بنو ہذیل

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ، حدیث: ۱۲۱۸۔

نے انہیں قتل کیا ،اور جاہلیت کے سود بھی معاف ہیں اور پہلا سود جسے میں (اپنے رشتہ داروں کے سود) سے معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے یہ سارے کا سارا معاف ہے ۔اپنی عورتوں (بیویوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے ۔اور اللہ کے کلمے کی وجہ سے تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے ۔تمہارے لئے ان کے ذمے یہ حق ہے کہ وہ اپنے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہیں لائیں گی جسے تم ناپسند کرتے ہو۔اگر وہ اس طرح کریں تو انہیں تھوڑی بہت سزا دو، جو شدید نہ ہو،اور ان کے لئے تمہارے ذمے ان کا کھانا پینا اور انہیں کپڑے دینا ہے اچھے طریقے سے، میں نے تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑ دی اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکو گے وہ اللہ کی کتاب ہے، تم میرے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو تو کہو تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

صحابہ نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام پہنچادیا ،امانت ادا کردی اور امت کی خیر خواہی کی ۔آپ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ اشارہ کیا: "اے اللہ تو گواہ ہو جا۔اے اللہ تو گواہ ہو جا۔" موقف (عرفات کا قیام) میں اتنا جم غفیر تھا کہ اس کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

آپ ﷺ پر جمعہ کے دن یوم عرفہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [1]

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان

[1] سورۃ المائدہ: ۵/ ۳؛ صحیح بخاری: کتاب الایمان ، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ ، حدیث: ۴۵؛ صحیح مسلم ، کتاب التفسیر: باب فی تفسیر آیات متفرقۃ ، حدیث: ۳۰۱۷۔

کا دین مکمل کر دیا، اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ اپنے نبی کے علاوہ کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیا بنایا، اور آپ کو جن وانس کی طرف مبعوث کیا، سوائے اس کے جو آپ نے حلال کی ہے کوئی چیز حلال نہیں، اور جو آپ نے حرام کی ہے اس کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں ہر وہ چیز جس کی آپ نے خبر دی ہے وہ حق ہے، سچ ہے اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ [1]

"تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف کے اعتبار سے مکمل ہو چکا ہے۔"

یہ بات بھی ذکر کی جاتی ہے کہ جب عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: ابھی تک ہمارا دین زیادہ ہو رہا تھا، گو اب جبکہ یہ مکمل ہو چکا ہے تو جو چیز مکمل ہو جاتی ہے اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ [2] گویا انہیں نبی ﷺ کی موت کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

3 جمرات کے نزدیک اپنی امت کے لئے آپ ﷺ کی وصیت اور الوداعی کلمات

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نحر کے دن نبی ﷺ کو اپنی اونٹنی پر بیٹھے کنکریاں مارتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: "اپنے مناسک سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میں اپنے اس حج کے بعد تمہارے ساتھ حج کر سکوں گا یا نہیں۔" [3]

ام حصین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا میں نے انہیں ان کی سواری پر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار کر پلٹتے دیکھا، آپ کے ساتھ بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما بھی تھے آپ نے بہت زیادہ باتیں کہی پھر میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: "اگر تم پر کوئی کالا سیاہ ناک کٹا غلام امیر مقرر کر دیا جائے جو کتاب اللہ کے ساتھ تمہاری

---

[1] سورة الانعام: ٦/ ١١٥۔ [2] تفسير ابن كثير: ٢/ ٤٦٦؛ تفسير ابن جرير: ١١٠٨٧، ١١٠٨٨، واسناده ضعيف۔ [3] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر، حديث: ١٢٩٧۔

رہنمائی کرے تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔'' [1]

[4] یوم نحر اپنی امت کے لئے آپ کی وصیت اور الوداعی کلمات

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے اس اونٹ کی نکیل پکڑی ہوئی تھی، آپ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے: ''کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (آپ خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: ''کیا یہ یوم نحر نہیں؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''یہ مہینہ کون سا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (آپ خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ (آپ خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ شہر حرام نہیں؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں اور تمہارے جسم تم پر تمہارے اس شہر میں اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہیں۔ اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا، میرے بعد کافر بن کر (دین سے) واپس پلٹ نہ جانا یا گمراہ ہو کر تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ خبردار (تم میں سے) موجود شخص، غیر موجود تک بات پہنچادے کیونکہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔ خبردار کیا میں نے پیغام پہنچادیا۔'' پھر آپ دو موٹے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ذبح کیا...... [2] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس ذات

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب رمی جمرة العقبة یوم النحر، حدیث: ۱۲۹۸۔ [2] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وجوہ یومئذ ناضرة﴾ حدیث: ۷۴۴۸، ۶۷؛ صحیح مسلم، کتاب القسامة، باب تغلیظ تحریم الدماء، حدیث: ۱۶۷۹۔

کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ آپ کی اپنی امت کے لئے وصیت ہے تو موجود شخص غیر موجود (غائب) تک یہ وصیت پہنچادے۔ [1]

ان تین سوالوں میں سے ہر سوال کے بعد آپ کا خاموش رہنا لوگوں کی توجہ کا حصول تھا، تا کہ وہ اس بات کو مکمل طور پر سنیں اور قبول کریں۔ اور جس بات کی آپ انہیں خبر دے رہے ہیں اس کی عظمت کو سمجھ لیں۔ [2]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نحر کے دن (یوم نحر) جمرات کے درمیان وقوف کیا اور فرمایا: ((هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ)) "یہ حج اکبر کا دن ہے" اور آپ کہنے لگے ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) "اے اللہ گواہ ہو جا" اور پھر لوگوں سے الوداعی باتیں کیں تو لوگوں نے کہا: یہ حجۃ الوداع ہے۔ [3]

اللہ تعالیٰ نے منیٰ میں تمام حاجیوں کی سماعت مکمل طور پر کھول دی تھی اور یوم نحر انہوں نے نبی ﷺ کا مکمل خطبہ سنا۔ یہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی سماعت میں برکت ڈال دی اور انہیں قوت عطا کی یہاں تک کہ دور و نزدیک سب نے حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے گھروں (خیموں) میں آپ کی آواز سنی۔ [4]

عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا (اس وقت) ہم منیٰ میں تھے۔ ہمارے کان کھول دیئے گئے حتیٰ کہ جو بات وہ کہتے ہم اسے اپنے گھروں میں سنتے۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، حدیث: ۱۷۳۹۔

[2] فتح الباری، ۱/ ۱۵۹۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منیٰ، حدیث: ۱۷۴۲۔

[4] عون المعبود (۵/ ۴۳۶؛ فتح الملك المعبود، ۲/ ۱۰۶۔

[5] سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب مایذ کر الامام فی خطبته بمنیٰ، حدیث: ۱۹۵۷۔

5 وسط ایام تشریق (۱۲ذی الحجہ) کو آپ ﷺ کی اپنی امت کے لئے وصیت

آپ ﷺ نے بارہ (۱۲) ذی الحجہ کو خطبہ دیا جو کہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے اور اسے یوم الرؤوس (سروں کا دن) بھی کہا جاتا ہے، مکہ والے اسے یہی نام دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس دن قربانیوں کے سر کھائے تھے اور یہی تشریق کا وسط ہے۔ [1]

ابونجیح نبی ﷺ کے دو صحابہ سے جو کہ بنی بکر سے تھے روایت کرتے ہیں ان دونوں کا بیان ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو وسط ایام تشریق میں خطبہ دیتے ہوئے سنا ہم آپ کی سواری کے پاس موجود تھے، یہ رسول اللہ ﷺ کا وہی خطبہ ہے جو انہوں نے منیٰ میں دیا تھا۔ [2]

ابونضرہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے وسط ایام تشریق میں نبی ﷺ کا خطبہ سنا آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ (آدم) ایک ہے۔ خبردار عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو کسی سرخ پر سوائے تقویٰ کے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول نے پیغام پہنچا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: یوم حرام (حرمت والا دن)۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' لوگوں نے کہا: حرمت والا مہینہ۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' لوگوں نے کہا: شہر حرام (حرمت والا شہر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اس طرح حرام کر دی ہیں جس طرح تمہارے اس شہر میں اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے؟ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول نے پیغام پہنچا دیا۔ آپ

1. عون المعبود: ۵/ ۴۳۲؛ فتح الملك المعبود: ۲/ ۱۰۰؛ فتح الباری: ۳/ ۵۷۴۔
2. سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب ای یوم یخطب بمنی، حدیث: ۱۹۵۲۔

نے فرمایا: موجود شخص غیر موجود کو یہ پیغام پہنچا دے۔ [1]

اس کے علاوہ بھی مقدس جگہوں میں نبی ﷺ کے خطبوں میں سے کئی باتیں ہیں جن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ''بے شک شیطان ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری اس زمین میں اس کی پوجا کی جائے، لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس کی اطاعت کی جائے، ایسے کام جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو تو اس سے بچ جاؤ، بے شک میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔'' [2]

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دیتے ہوئے فرمار ہے تھے: ''اے لوگو! اپنے رب کی اطاعت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے امراء کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' [3]

خلاصہ کلام

دروس، فوائد، عبرتیں اس باب سے بہت زیادہ اخذ کی جاسکتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① ہر وہ شخص جو مدینے میں آپ کے اعلان کو قبول کرتے ہوئے حج کے لیے آیا تو اس نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تو مدینے میں بہت زیادہ لوگ آگئے، ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور آپ کے عمل کی طرح عمل کرے۔ [4]

② زوال شمس کے بعد حاجیوں کا عرفات میں نزول مستحب ہونا اگر یہ میسر ہو۔

---

[1] مسند احمد، ٥/ ٤١١؛ شعب الایمان بیهقی: ٥١٣٧، عن جابر رضی اللہ عنہ۔
[2] مستدرك الحاكم، ١/ ٩٣۔ [3] مستدرك الحاكم، ١/ ٤٧٣۔
[4] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، حديث: ١٢١٨۔

③ عرفات میں حاجیوں کو خطبہ دینا مستحب ہے جس میں وہ لوگوں کو ایسے مسائل بیان کرے جن کے وہ ضرورت مند ہوں خاص کر، توحید اور اصول دین کے بیان کا اہتمام کرے، انہیں شرک و بدعت اور گناہوں سے ڈرائے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی نصیحت کرے۔

یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں تین خطبے دیے، یوم عرفہ کا خطبہ، دوسرا خطبہ یوم نحر منیٰ میں، اور تیسرا خطبہ منیٰ میں بارہ ذی الحجہ کو۔ امام شافعی کا مذہب ہے کہ امام ساتویں ذی الحجہ کو بھی اسی طرح خطبہ دے۔ [1]

اور امام ہر خطبے میں لوگوں کو ایسی باتیں سکھائے جن کی انہیں ضرورت ہو۔

④ خون، اموال، عزتوں کی حرمت کی سختی سے تاکید۔

⑤ ضرب الامثال، مثال کا مثال کے ساتھ استعمال جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

''تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح۔''

⑥ جاہلیت کے افعال اور جاہلیت کے سود کا خاتمہ اور یہ بات کہ جاہلیت کے مقتولوں کا کوئی قصاص نہیں۔

⑦ امام اور جو شخص نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے آپ سے اور اپنے گھر والوں سے ابتدا کرے۔ کیونکہ اس طرح اس کی بات زیادہ قبول کی جائے گی۔ اور نفس کو پاکیزہ رکھنا، اسلام کے ابتدائی زمانے سے ہے۔

⑧ سود کا ختم کرنا جو کہ راس المال (اصل مال) سے زائد ہے۔ جبکہ اصل رقم اس کے مالک کے لئے کافی ہے۔

⑨ عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنا، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنا، اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں جنہیں امام نووی نے جمع کیا ہے یا ان کا اکثر حصہ ریاض الصالحین میں ہے۔

⑩ بیوی کے نفقہ (خرچ) اور کپڑے پہنانے کا وجوب، اسے ادب سکھانے کا جواز جب وہ کوئی ایسا کام کرے جو اسے ادب سکھانے کا تقاضہ کرتا ہو، لیکن اس کی کچھ شروط اور

---

[1] فتح الملك المعبود، ٢/ ٢٠۔

ضابطے ہیں جو کتاب وسنت میں ذکر ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اسے ادب سکھاتے وقت کوئی گناہ سرزد نہ ہو جائے۔

⑪ کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ کو سختی کے ساتھ اپنانے کی وصیت۔

⑫ آپ ﷺ کا فرمان ''مجھ سے اپنے مناسک حج لے لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد کوئی حج کر سکوں گا یا نہیں۔'' [1]

اس کا مطلب ہے کہ مجھ سے حج کے بارے میں جو اقوال، افعال اور طریقے ہیں جو کہ مناسک حج کہلاتے ہیں سیکھ لو، انہیں قبول کرو، یاد کرو، ان پر عمل کرو اور لوگوں کو بھی یہ سکھاؤ۔

اور یہ حدیث مناسک حج میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ آپ کے اسی قول کی طرح ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) [2]

''نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔''

⑬ آپ ﷺ کا فرمان: ''شاید کہ میں اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں'' یہ اشارہ ہے آپ کے وداع ہونے اور آپ کی وفات کے قریب ہونے کا، آپ سے کچھ اخذ کرنے، فرصت کے صحیح استعمال اور آپ کے زیادہ قریب رہنے کا اسی لئے اس کا نام حجۃ الوداع رکھا گیا۔

⑭ علم کی تبلیغ اور نشر کی رغبت دلانا، جبکہ فہم کا ہونا بات پہنچانے کی شرط نہیں، اور یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے پاس آتا ہے جو ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو۔ بہتر بات یہ ہے کہ خطیب بلند جگہ پر کھڑا ہوتا کہ وہ لوگوں کو بات اچھی طرح سنا سکے اور لوگ اسے دیکھ سکیں۔

⑮ سوال کر کے خاموش ہو جانا، اور آپ ﷺ کا جواب معاملے کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

[1] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب رمى جمرة العقبة يوم النحر، حديث: ١٢٩٧۔

[2] صحيح بخارى، كتاب الاذان، باب الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة، حديث: ٦٣١۔

⑯ امراء کی اطاعت کا حکم جب تک وہ کتاب اللہ کے ذریعے لوگوں کی قیادت کریں۔ اور جب ان سے کوئی گناہ یا کوئی برائی سرزد ہو جائے تو انہیں نصیحت کی جائے احکام الٰہی کی یاد دہانی کرائی جائے اور اللہ سے ڈرایا جائے۔ لیکن حکمت اور اچھے اسلوب کے ساتھ۔

⑰ اللہ کی اطاعت نماز، زکوٰۃ، روزے کا حکم، اور یہ بات کہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

⑱ نبی ﷺ کا ظاہر ہونے والا معجزہ جو آپ کی سچائی پر دلالت کرتا ہے کہ یوم نحر آپ ﷺ کا خطبہ لوگوں نے اپنے گھروں میں سنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی سماعت کھول دی تھی۔

⑲ اہل علم کے اقوال کی بنا پر قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے، اور یہ حاجی اور غیر حاجی کے لئے ہے۔

پانچواں باب

زندہ اور مردہ لوگوں سے الوداعی باتیں

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ جس رات میری باری تھی۔ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں بقیع کی جانب نکلے اور فرمایا: ''تم پر سلامتی ہو۔ اور بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کو بخش دے۔''

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بقیع والوں کے پاس آئیں اور ان کے لئے بخشش طلب کریں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں ان کے لئے کس طرح دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح کہو: اے ان گھر والے مؤمنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو اور ہم ان شاء اللہ تمہیں ملنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم کرے اور ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔'' [1]

امام ابی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کا اس طرح نکلنا آپ کی آخری عمر میں تھا۔ [2] (واللہ اعلم) یہ آپ ﷺ کا مردوں کو الوداع کہنا تھا، جس طرح آپ نے احد کے شہداء کے ساتھ کیا، اور اسی وجہ سے واللہ اعلم آپ رات کو نکلے تھے، اور بقیع میں کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی تھی۔ جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ کے پیچھے چلتی ہوئی بقیع تک آ گئی آپ کھڑے تھے، آپ کافی دیر تک کھڑے رہے پھر اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ اٹھائے، پھر واپس پلٹ آئے۔ [3]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک دن نکلے اور احد کے شہداء پر آٹھ سال بعد میت کی دعا کی طرح دعا کی جس طرح زندہ اور مردہ لوگوں کو الوداع کرنے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور، حدیث: ٩٧٤۔

[2] شرح الابی علی صحیح مسلم، ٣/ ٣٨٨؛ فتح الباری، ٧/ ٣٤٩۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور، حدیث: ٩٧٤۔

والے کی طرح پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”میں تمہارے لئے پیش رو ہونگا، اور میں تم پر گواہ ہوں، تمہارے وعدے کی جگہ حوض (کوثر) ہے، اور بے شک میں اللہ کی قسم ابھی اپنے اس مقام سے حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں، اور بے شک میں اللہ کی قسم! تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو گے۔ اور تم آپس میں لڑائی کرو گے اور اس طرح ہلاک ہو گے جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔“ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آخری منظر تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب دیکھا (منبر پر)۔ [1]

آپ ﷺ کا زندہ لوگوں کو الوداع کہنا ظاہر ہے۔ کیونکہ حدیث کا سیاق یہ بتاتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی آخری عمر میں ہوا جبکہ آپ ﷺ کا مردہ لوگوں کو الوداع کہنا تو وہ آپ کا اہل بقیع کے لئے استغفار اور احد والوں کے لیے دعا کرنا تھا۔

خلاصہ کلام

اس مبحث سے دروس، فوائد، عبرتیں بہت زیادہ اخذ کی جاسکتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① نبی ﷺ کا اپنی امت کے نفع کے لئے فکرمند رہنا اور زندگی میں اور مرنے کے بعد ان کے لئے خیر خواہی کرنا، اسی لئے آپ ﷺ نے شہدائے احد کے لئے آٹھ سال بعد بھی دعا کی، اہل بقیع کی زیارت کی اور ان کے لئے دعا کی، زندہ لوگوں کو وصیت کی، انہیں نصیحت کی، وعظ کیا، انہیں حکم دیا اور منع کیا، کوئی ایسی بھلائی نہیں چھوڑی جس کی طرف آپ نے ان کی راہنمائی نہ کی ہو اور نہ کوئی ایسی برائی چھوڑی جس سے انہیں ڈرایا نہ ہو۔

② اس شخص کو دنیا کی چمک دمک کے فتنوں سے ڈرانا جس کے لئے دنیا ہر طرح سے

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهید، حدیث: ۱۳۴۴، ۳۵۹۶، ۴۰۴۲، ۴۰۸۵، ۶۴۲۶، ۶۵۹۰، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاته، حدیث: ۲۲۹۶۔

کھول دی جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس دنیا کے برے انجام سے ڈر جائے، اس کی چمک دمک سے مطمئن نہ ہو، نہ اس دنیا میں کسی دوسرے سے آگے بڑھنے کا مقابلہ کرے، اور اس دنیا سے جو کچھ اس کے پاس ہے اسے اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے۔ [1]

[1] فتح الباری، ۱۱/ ۲۴۵۔

چھٹا باب

نبی ﷺ کے مرض کی ابتدا اور آپ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

آپ ﷺ ذی الحجہ میں ہی حج سے واپس پلٹ آئے۔ اور بقیہ مہینہ، محرم اور صفر، مدینہ میں ہی قیام کیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر تیار کیا۔ لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ صفر کی آخری راتوں میں آپ ﷺ کی بیماری کی ابتدا ہوگئی۔ یہ بات بھی کہی گئی ۲۸ ویں رات، اور یہ بھی کہا گیا کہ ۲۹ ویں رات، اور یہ بھی قول ہے کہ ربیع الاول کے پہلے دن آپ ﷺ نے شہدائے احد کے لئے دعا کی (نماز پڑھی) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور اہل بقیع کی طرف گئے اور ان کے لئے الوداعی انداز میں دعا کی پھر ایک مرتبہ بقیع سے لوٹے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ جو کہ اپنے سر درد کی شکایت کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں "وَارَأْسَاہ" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں بلکہ میں اللہ کی قسم اے عائشہ وَارَأْسَاہ (میرے سر میں درد ہے)۔" عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا تکلیف ہے اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں تمہارے پاس کھڑا ہوں گا تمہیں کفن دونگا تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا: اللہ کی قسم میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ ایسا کریں تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی ہوں اور آپ کی کوئی (نئی) دلہن تیار کرتی ہوں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ [1] آپ کی تکلیف بڑھ گئی یہاں تک کہ تکلیف شدت اختیار کر گئی اس دوران آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ نے اپنی بیویوں کو بلایا اور ان سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر میں بیماری کے ایام گزاریں۔ [2]

رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کی ابتدا میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی آپ نے اپنی

---

[1] سیرۃ ابن ہشام، ٤/ ٣٢٠، البدایۃ النھایۃ، لابن کثیر:٥/ ٢٢٤؛ فتح الباری ٨/ ١٢٩، ١٣٠؛ مسند احمد:٦/ ١٤٤، ٢٢٨؛ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل الرجل امرأته، حدیث: ١٤٦٥۔

[2] سیرۃ ابن ہشام، ٤/ ٣٢٠، البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر، ٥/ ٢٢٣، ٢٣١۔

بیویوں سے اجازت طلب کی کہ وہ بیماری کے ایام عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاریں۔ [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیماری کی وجہ سے بوجھل ہو گئے اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ آپ بیماری کے ایام میرے گھر میں گزاریں تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے آپ کے قدم زمین پر لکیر کھینچ رہے تھے (گھسیٹتے جا رہے تھے) آپ ﷺ عباس بن عبدالمطلب اور ایک دوسرے آدمی (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر سات مشکیزے ڈالو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں شاید کہ (ممکن ہے) میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔“ ہم نے آپ کو ایک ٹب میں بٹھا دیا جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا تھا، پھر ہم نے ان مشکیزوں سے آپ پر پانی بہانا شروع کیا، یہاں تک کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم نے اپنا کام کر لیا، پھر آپ لوگوں کی طرف نکلے انہیں نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ [2]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہتی ہیں کہ (بیماری کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ بوجھل ہو گئے، فرمانے لگے: ”کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے: ”ٹب میں میرے لئے پانی رکھو۔“ کہتی ہیں ہم نے ایسا ہی کیا، آپ نے غسل کیا، پھر کوشش کر کے اٹھنے لگے تو ان پر غشی طاری ہو گئی، آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: ”کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟“ ہم نے کہا: نہیں، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”میرے لئے ٹب میں پانی رکھو۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے ایسا ہی کیا (آپ اٹھ کر بیٹھ گئے) غسل کیا پھر کوشش کر کے اٹھنے لگے۔ آپ پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الامام، حديث: ٩١/ ٤١٨۔

[2] صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخضب، حديث: ١٩٨، ٦٦٤، ٤٤٤٢، ٤٤٤٥؛ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الامام، حديث: ٤١٨۔

''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟'' ہم نے کہا: نہیں لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میرے لئے ٹب میں پانی رکھو۔'' ہم نے ایسا ہی کیا (آپ اٹھ کر بیٹھ گئے) غسل کیا پھر کوشش کر کے اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اے اللہ کے رسول! عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے عشاء کی نماز کے لئے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو کہ نرم دل تھے، عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ، عمر نے ان سے کہا: آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ان دنوں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے طبیعت میں کچھ تخفیف محسوس کی تو دو آدمیوں کے درمیان ظہر کی نماز کے لئے نکلے۔ ایک عباس بن عبد المطلب (اور دوسرے علی رضی اللہ عنہ) تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہونے لگے۔ نبی ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں اور ان دونوں سے کہا: مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔ انہوں نے آپ کو ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نبی ﷺ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے، جبکہ لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے جبکہ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ [1] یہ بات واضح ہے کہ یہ نماز، نماز ظہر تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ امام ہوں اور اس بارے میں کئی مرتبہ حکم ثابت ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ جب (بیماری کی وجہ سے) رسول اللہ ﷺ بوجھل ہو گئے تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر (سے کہو کہ) وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم به، حدیث:٦٨٧؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استخلاف الامام، حدیث:٤١٨۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو بکر تو بہت نرم دل ہیں اور جب وہ آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو (شدت غم کی وجہ سے) لوگوں کو (قرآن) نہیں سنا سکیں گے، اگر آپ عمر کو حکم دے دیں (تو بہتر ہوگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم ان (رسول اللہ ﷺ) سے کہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل شخص ہیں جب وہ ان کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدت غم کی وجہ سے) لوگوں کو (قرآن) نہیں سنا سکیں گے، اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیں، حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی ﷺ سے کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم تو یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو، ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔" حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھے تو تم سے کوئی بھلائی نہیں پہنچی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو آپ ﷺ نے طبیعت میں کچھ تخفیف محسوس کی تو کھڑے ہوئے اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر چلنے لگے، آپ ﷺ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ رسول اللہ ﷺ آئے، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر، ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔ [1]

جس وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے بارے میں بار بار نبی ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ ایک اور روایت میں انہوں نے بیان کیا ہے کہتی ہیں: میں اس معاملے میں نبی ﷺ کی طرف بار بار پلٹی۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الرجل یأتم بالامام......، حدیث:۷۱۳، ۶۷۹؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام، حدیث:۴۱۸۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ ﷺ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کرنا دین اسلام سے واضح طور پر معلوم ہے۔ اور ان کا مقدم ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے اور سب سے زیادہ قرآن یاد رکھنے والے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ بات ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو امامت وہ شخص کروائے جو اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ پڑھنے والا (یاد رکھنے والا) ہو۔'' [1] ......جی ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ میں یہ صفات جمع ہو گئی تھیں۔ [2]

خلاصہ کلام:

اس مبحث میں دروس، فوائد، عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① شہدائے احد اور اہل بقیع کی قبور کی زیارت اور ان کے لیے دعا کا مستحب ہونا اس شرط کے ساتھ کہ شد رحال (صرف زیارت قبور کی غرض سے سفر) نہ ہو اور نہ ہی کسی بدعت کا ارتکاب ہو۔

② شوہر کا اپنی بیوی کو غسل دینا اور اس کی تجہیز و تکفین کرنا اسی طرح بیوی کے لیے بھی یہ عمل جائز ہونا۔

③ شوہر کا اپنی بیویوں سے اس بات کی اجازت لینے کا جواز کہ وہ کسی ایک بیوی کے گھر میں بیماری کے ایام گزارے جس وقت ایک سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا مشقت کا باعث ہو، اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا۔

④ انبیا پر غش طاری ہونے کا جواز، سوائے جنون کے کہ جنون انبیا پر طاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ نقص ہے۔ انبیا کے مرض کی حکمت یہ ہے کہ ان کا اجر زیادہ ہوتا ہے، ان کے درجات بلند ہوتے ہیں، ان کے مرض کی وجہ سے لوگوں کو تسلی ہوتی ہے (کہ اتنی بزرگ ہستیاں بھی بیمار ہو سکتی ہیں تو ہم تو عام لوگ ہیں) اور اس وجہ سے بھی کہ کہیں لوگ ان کی وجہ سے فتنے میں نہ پڑ جائیں اور ان کی عبادت نہ کرنے لگ جائیں، کہ ان کے ذریعے معجزات اور واضح نشانیوں کا ظہور ہوتا ہے، اس کے باوجود بھی وہ لوگ اپنے آپ کے لیے

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامة، حدیث:٦٧٣۔

[2] البداية والنهاية:٥/ ٢٣٤۔

نفع نقصان کے مالک نہیں سوائے اس کے جو اللہ نے ان کے مقدر میں کر دیا ہے۔

⑤ غشی کی وجہ سے غسل کے مستحب ہونے کا جواز، کیونکہ یہ تازگی کا ذریعہ بنتا ہے، غشی کا اثر زائل کرتا ہے یا حرارت میں کمی لاتا ہے۔

⑥ جب امام تھوڑی سی تاخیر کرے تو اس کا انتظار کر لینا چاہیے لیکن جب انتظار لمبا ہو جائے تو لوگوں میں زیادہ علم رکھنے والا نماز پڑھائے۔

⑦ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر انہیں ترجیح دینا، انہیں اور دوسرے لوگوں کو اس بات کی تنبیہ کرنا کہ وہ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ لوگوں کو نماز پڑھانا خلیفہ کا حق ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا تھا: جس شخص کو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند کیا ہم نے اس شخص کو اپنی دنیا کے لیے پسند کر لیا۔[1]

⑧ اگر امام کو کوئی حادثہ پیش آ جائے یا کوئی ضروری کام ہو جو اسے جماعت کے ساتھ شامل ہونے سے روک دے تو وہ اپنا نائب مقرر کر دے جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور وہ لوگوں سے درجہ میں بہتر ہو۔

⑨ عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی توثیق کی تھی، اسی وجہ سے ان کے بارے میں کہا کہ وہ نماز پڑھائیں اور کسی دوسرے کو ان کے برابر نہ سمجھا۔

⑩ کسی شخص کی تعریف اس کے سامنے کرنے کا جواز جس کے بارے میں پتہ ہو کہ یہ خود پسندی اور فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ''آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔''

⑪ فضلا کا اپنے بڑے امور سے معذرت کرنے کا جواز اگر ایسے لوگ موجود ہوں جو ان کے قائم مقام بن سکیں۔

⑫ جس شخص کو نماز کے لیے نائب مقرر کیا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی اور کو اپنا نائب مقرر کر دے جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ''اے عمر! نماز پڑھاؤ۔''

⑬ نماز ان اہم مسائل میں سے ہے جن کے بارے میں انسان کو فکر مند رہنا چاہیے۔

---

[1] الشريعة للآجري: ١١٦١؛ رياض النضرة في مناقب العشرة: ١/ ١٠٢۔

⑭ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت نبی ﷺ کی ان تمام بیویوں پر جو اس وقت موجود تھیں، جن کی تعداد نو تھی، ان میں سے ایک عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

⑮ درخواست اور ایسی چیز کا مشورہ دینے کی غرض سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ مصلحت ہے امیر کی جانب رجوع کرنے کا جواز لیکن مناسب الفاظ کے ساتھ جن میں حکمت اور حسن اسلوب ہو۔

⑯ کسی ضرورت اور مصلحت کی وجہ سے مقتدی کا امام کے پہلو میں کھڑے ہونے کا جواز، مثلاً: ایسے جم غفیر میں لوگوں کو تکبیر سنانا جو لوگ تکبیر کی آواز نہ سن رہے ہو، یا جگہ تنگ ہو، یا اس کے علاوہ کوئی دوسری علت ہو، جس طرح کوئی عورت دوسری عورتوں کو نماز پڑھائے، یا مقتدی، امام کے ساتھ اکیلا ہو۔

⑰ تکبیر کی آواز بلند کرنے کا جواز، جب لوگ تکبیر کی آواز نہ سن رہے ہوں تو مکبر لوگوں تک امام کی آواز پہنچائے۔

⑱ کسی شرعی مجبوری کے بغیر نماز کے لیے جماعت کے ساتھ حاضر ہونے کی تلقین۔

⑲ عالم و فاضل سے امامت کا زیادہ حقدار اس سے بڑا عالم ہے۔

⑳ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، تو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھیں اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

㉑ تکلیف اور بناوٹ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے خوف سے نماز میں رونا جائز ہے۔ تو جب ایسی صورتحال پیدا ہو جائے کہ نمازی پر غیر اختیاری طور پر رقت طاری ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

㉒ نماز کی اہمیت کا بیان کہ آپ نے اتنی کمزوری کے باوجود نماز بیٹھ کر پڑھائی لہٰذا مسلمان کو نماز کی فکر کرنی چاہیے۔

---

[1] شرح نووی: ٤/ ٣٧٩، ٣٨٦؛ شرح ابدی: ٢/ ٣٠١-٣٠٢؛ فتح الباری: ٢/ ١٥١، ١٥٢، ١٦٤، ١٦٦، ١٧٣، ٢٠٣، ٢٠٦۔

ساتواں باب

آپ کا عظیم الشان خطبہ اور لوگوں کو وصیت

آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے جمعرات کے دن صحابہ کو ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے تمام صحابہ کرام میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی باوجود اس کے کہ آپ نے انہیں تمام صحابہ کرام کا امام بنا کر اس بات پر دلیل ثبت کردی تھی شاید آپ کا یہ خطبہ اس کتابت کے عوض تھا جسے آپ نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا اس عظیم الشان خطبے سے پہلے آپ ﷺ نے غسل کیا، صحابہ نے آپ ﷺ پر ایسے سات مشکیزوں کا پانی بہایا جن کے منہ نہیں کھولے گئے تھے یہ کام سات کی گنتی کے ذریعے شفا طلب کرنے کے ذریعہ کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس بارے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ [1] اس میں مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ نے غسل کیا پھر باہر نکلے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر انہیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے فوت ہونے سے پانچ دن پہلے سنا فرما رہے تھے: ”بے شک میں اللہ کی جانب اس بات سے بری الذمہ ہوتا ہوں کہ تم میں سے میرا کوئی خلیل ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنالیا ہے، جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا، اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ خبردار! تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے انبیا علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ خبردار! قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔“ [2]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی چمک دمک سے جتنا چاہتا ہے دے دے، اور اگر چاہے تو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے پسند کر لے تو اس بندے نے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے پسند کرلیا ہے۔“

---

[1] البداية والنهاية لا بن كثير:٥/ ٢٢٨۔ [2] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بناء المسجد على القبور، حديث:٥٣٢۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، ہمیں تعجب ہوا، لوگ کہنے لگے، اس بوڑھے کو تو دیکھو، اللہ کے رسول ایک بندے کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چمک دمک اور جو اللہ کے پاس ہے کے درمیان اختیار دیا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر، نہ روؤ، مجھ پر اپنی رفاقت اور اپنے مال میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی اخوت، اور مودت ہی کافی ہے۔ مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔'' [1]

خلاصہ کلام:

اس بات میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ ہوں گے۔

② ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ صحابہ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، جو شخص فہم میں بلند درجہ رکھتا ہو اس پر اعلم (زیادہ علم رکھنے والا) کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور آپ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب صحابی تھے۔

③ دنیا میں جو کچھ ہے اس پر آخرت کی زندگی کو اختیار کرنے کی ترغیب، جبکہ دنیا میں ایک محدود وقت تک باقی رہنے کی رغبت اس وجہ سے ہو کہ یہ آخرت میں درجات کی بلندی کا ذریعہ ہو گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح نیکیاں زیادہ ہوں گی جو درجات میں اضافے کا سبب بنیں گی۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، حدیث: ٤٦٦، ٣٦٥٤؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث: ٢٣٨٢۔

④ محسن کا شکریہ ادا کرنا، اس کے فضل، احسان کے بارے میں بتلانا، اس کی تعریف کرنا، کیونکہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔

⑤ قبروں پر مسجدیں بنانے سے ڈرانے کا بیان، اسی طرح قبروں کو مسجدوں میں داخل کرنے یا ان میں تصویریں رکھنے سے ممانعت اور جو شخص یہ کام کرتا ہے اس پر لعنت کا بیان اور ایسا شخص اللہ کے نزدیک أشرار الخلق (بدترین مخلوق) ہے۔ چاہے کوئی بھی ہو۔ [1]

⑥ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ سے اپنی جان، اپنی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرنا اسی وجہ سے لوگ اپنے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا کیا کرتے تھے۔

[1] فتح الباری: ۱/ ۵۵۹، ۷/ ۱۴، ۱۶؛ شرح مسلم نووی: ۱۵/ ۱۶۔

آٹھواں باب

آپ ﷺ کے مرض کی شدت اور اس شدت میں آپ ﷺ کی وصیت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو خود پر معوذات پڑھ کر پھونک مارا کرتے جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی (جس میں آپ فوت ہوئے) تو میں (اور ایک روایت میں ہے میں پھونک مارا کرتی) آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی اور آپ ﷺ کا ہاتھ ہی آپ ﷺ پر برکت کی امید رکھتے ہوئے پھیرا کرتی۔ ابن شہاب کہتے ہیں آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے۔ [1] صحیح مسلم میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس پر معوذات (آخری دو سورتیں) پڑھ کر پھونکا کرتے تھے، جب آپ ﷺ بیمار ہوئے جس بیماری میں آپ فوت ہوئے، تو میں آپ ﷺ پر پھونکا کرتی اور آپ ﷺ کا اپنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی کیونکہ وہ میرے ہاتھ سے کتنا ہی زیادہ برکت والا تھا۔ [2]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی تمام بیویاں اکٹھی ہو گئیں، ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہی، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال کی طرح تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری بیٹی خوش آمدید۔'' آپ ﷺ نے انہیں اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا، پھر آپ ﷺ نے آہستہ سے ان سے کوئی بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں، آپ ﷺ نے پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ مسکرانے لگیں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، حدیث:٤٤٣٩، ٥٠١٦؛ صحیح مسلم، کتاب الطب، باب رقیة المریض بالمعوذات والنفث، حدیث: ٥١/ ٢١٩٢۔ [2] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب رقیة المریض بالمعوذات، حدیث:٥٠/ ٢١٩٢۔

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تمہیں کس بات نے رلایا تھا؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔ میں نے کہا: میں نے آج کے دن خوشی کو غم سے زیادہ قریب نہیں دیکھا، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھوڑ کر تمہیں ایک خاص بات بتائی ہے اور تم رو رہی ہو؟ پھر میں نے اس بات کے متعلق پوچھا جو آپ نے کہی تھی: فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کروں گی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: میں نے پختہ عزم کیا ہے کہ تم مجھے وہ بات بتاؤ جو تمہیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی کیونکہ تم پر میرا ابھی کچھ حق بنتا ہے؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اب میں آپ کو بتا دیتی ہوں: جب پہلی مرتبہ انہوں نے مجھ سے آہستہ سے بات کی تو وہ کہہ رہے تھے کہ ''جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے، جبکہ اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ قرآن کا دور کیا ہے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ پہنچا ہے تو تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا'' تو میں رو پڑی۔ جب انہوں نے مجھے پریشان دیکھا تو دوبارہ آہستگی سے کہنے لگے: ''اے فاطمہ! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنتی مؤمن عورتوں کی سردار بنو، یا فرمایا: اس امت کی عورتوں کی سردار بنو۔'' تو میں مسکرا دی جسے آپ نے بھی دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اس بات کی اطلاع دی کہ ''آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی تو میں مسکرا دی۔'' [1]

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مسکرانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مومنین کی بیویوں کی سردار ہوں گی اور سب سے پہلے آپ کے گھر والوں میں سے وہ ہی آپ سے ملیں گی۔ اور ان کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے انہیں اپنی موت کی خبر دی تھی۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام نسائی نے ان کے مسکرانے کے دو سبب روایت کئے ہیں [2] یعنی ایک تو ان کو اس بات کی بشارت تھی کہ وہ اس امت کی عورتوں کی سردار بنیں گی، اور دوسرا یہ کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، حدیث: ٤٤٣٣، ٤٤٣٤؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا، حدیث: ٢٤٥٠۔

[2] فتح الباری: ٨/ ١٣٨۔

سب سے پہلے آپ سے ملیں گی۔

علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کے گھر والوں میں سب سے پہلے فوت ہونے والی شخصیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تھی حتیٰ کہ آپ کی بیویوں سے بھی پہلے۔ [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شدت تکلیف میں کسی کو نہیں دیکھا۔ [2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ بخار کی وجہ سے کانپ رہے تھے، میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کو چھوا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ تو شدت کے ساتھ کپکپا رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں میں اسی طرح کپکپا رہا ہوں جس طرح تمہارے دو آدمی کپکپاتے ہیں۔'' (یعنی دو آدمیوں کے برابر کپکپاہٹ طاری تھی) میں نے کہا: یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کے لیے دوہرا اجر ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں یہ معاملہ اسی طرح ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں جسے کوئی مرض یا اس کے علاوہ (کوئی کانٹا یا اس سے بھی کم) کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیاں اس طرح گرا دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے گراتا ہے۔'' [3]

عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت قریب آ گیا تو آپ ﷺ اپنے چہرے پر اپنی قمیص ڈال لیتے، جب حرارت شدید ہو جاتی تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا لیتے اس کے باوجود آپ فرما رہے تھے: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' جو کام انہوں نے کیا تھا آپ ﷺ اس سے ڈرا رہے تھے۔ [4]

---

[1] فتح الباري: ٨/ ١٣٦۔ [2] صحیح بخاري، کتاب المرض، باب شدة المرض، حدیث: ٥٦٤٦؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض......، حدیث: ٢٥٧٠۔ [3] صحیح بخاري، کتاب المرض، باب شدة المرض، حدیث: ٥٦٤٧، ٥٦٤٨؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض......، حدیث: ٢٥٧١۔ [4] صحیح بخاري، کتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، حدیث: ٤٤٤٣، ٤٤٤٤؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور، حدیث: ٥٣١۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ آپ کی بیماری کی حالت میں آپ کے پاس باتیں کرنے لگے، ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں کچھ تصاویر تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب ان میں کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تصاویر بنا لیتے ہیں، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین لوگ ہوں گے۔'' [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں ارشاد فرمایا جس سے آپ صحت یاب نہ ہو سکے: ''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ (مساجد) بنالیا۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ ﷺ کی قبر بھی (سب کے لیے) کھول دی جاتی۔ سوائے اس کے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس قبر کو مسجد نہ بنالیا جائے۔ [2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، اور نہ میری قبر کو میلہ گاہ بنانا، اور مجھ پر درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔'' [3]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیماری کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈالنے لگے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: ہائے! ابا جان کی تکلیف، آپ نے ان سے کہا: ''آج کے بعد تمہارے بابا جان! پر کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔'' جب آپ فوت ہو گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: ہائے ابا جان! جنہوں نے اپنے رب کی ندا کو قبول کیا، ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے، ہائے ابا جان! جبریل کو ہم آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں، جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے انس! کیا تمہارے دل اس

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركی الجاهلية، حديث: ٤٢٧، ٤٣٤؛ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور، حديث: ٥٢٨۔ [2] صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ، حديث: ١٣٩٠، ٤٤٤١؛ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور، حديث: ٥٢٩۔ [3] سنن ابی داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، حديث: ٢٠٤٢؛ مسند احمد: ٢/ ٣٦٧۔

بات پر راضی ہو گئے کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو؟ [1]

خلاصہ کلام:

اس باب میں دروس فوائد، اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① قرآن مجید اور اذکار کے ساتھ دم کرنے کا مستحب ہونا، معوذات کے ساتھ بھی دم کرنے کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ یہ مکمل طور پر تمام برے کاموں سے پناہ مانگنے کا ذریعہ ہیں ان میں ہر اس چیز کی برائی سے پناہ کی طلب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، تب اس میں ہر چیز شامل ہو جاتی ہے۔ گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے، جادوگروں کے شر سے، حاسدین کے شر سے اور وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر سے پناہ طلب کی جارہی ہے۔ [2]

② نبی ﷺ کا اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خیال رکھنا اور اس سے محبت کرنا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوش آمدید میری بیٹی۔'' اور ایسی احادیث بھی آئی ہیں کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے، انہیں بوسہ دیا اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا، اور جب آپ ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ اسی طرح کرتیں، جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں اور ان پر جھک کر انہیں بوسہ دیا۔ [3]

③ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ نبی ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے بیٹیوں کا خیال رکھنا چاہیے ان پر شفقت حسن سلوک، رحم اور ان کی اسلامی تربیت کرنا چاہیے اور یہ کہ والد اس کیلئے نیک صالح اور مناسب شوہر تلاش کرے۔

④ اولاد بھی والد کا خیال رکھے جس طرح فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رکھا اولاد پر فرض ہے کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے ان کے ساتھ نیکی کرنے کا اہتمام کرے ان کی نافرمانی کر کے اللہ کی ناراضی وسزا کو دعوت نہ دے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: ٤٤٦٢۔

[2] شرح مسلم، نووی: ١٤/١٣٣؛ و شرح الأبی: ٧/ ٣٧٥۔

[3] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا، حدیث: ٣٨٧٢۔

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ جوان کی سچائی پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ ان کے گھر والوں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے انہیں ملیں گی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا متفقہ طور پر سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

⑥ ایمان والوں کا آخرت کی طرف انتقال کی وجہ سے خوش ہونا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے دنیا کی محبت پر آخرت کی محبت کو ترجیح دینا۔ وہ لوگ کسی پیش آمدہ تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ نیک اعمال میں کثرت کے ساتھ رغبت رکھا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے ان تین اعمال کے جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ کیا ہے۔ [1]

⑦ مریض کا موت کا وقت جب قریب ہو تو وہ اپنے گھر والوں کو صبر کی تلقین کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا: ''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔''

⑧ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کہ وہ مومن عورتوں کی سردار ہونگی۔

⑨ مسلمان شخص جب بیماری میں ثواب کی نیت رکھے تو وہ اس کی خطائیں مٹا دیتی، اس کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہے، اس کی وجہ سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، یہ اجر بیماریوں میں، امراض میں، دنیا کے مصائب، پریشانیوں اگرچہ ان کی کم تکلیف ہی کیوں نہ ہو سب کیلئے ہے۔ اور انبیا علیہم السلام کی آزمائشیں زیادہ شدید ہوتی ہیں، پھر ان کے بعد مرتبہ والوں کی پھر ان کے بعد کے مرتبہ والوں کی، کیونکہ وہ کمال صبر اور نیتِ اجر کے ساتھ مخصوص ہیں، اس بات کی پہچان اس طرح ہوتی ہے کہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے تا کہ وہ ان (انبیا علیہم السلام) کے ساتھ خیر کو مکمل کر دے اور ان کے لیے اجر دوگنا کر دے ان کا صبر اور ان کی رضا ظاہر کر دے انبیا کے ساتھ وہ لوگ بھی ملائے جائیں گے جو ان کے پیروکاروں میں بہترین ہیں پھر جو ان جیسے ہیں کیونکہ وہ لوگ انبیا کے زیادہ قریب ہیں اگرچہ ان کا مرتبہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں راز کی بات یہ ہے واللہ اعلم کہ آزمائش، نعمت کے مقابلے میں ہوتی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، حدیث: ١٦٣١۔

ہے تو جس پر اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ نعمتیں ہوں گی تو اس کی آزمائشیں بھی اتنی ہی زیادہ شدید ہوں گی، اسی لیے آپ ﷺ کے بخار کی حرارت ایک عام آدمی کی حرارت سے زیادہ تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ﴾ [1]

"اے نبی ﷺ کی بیویو! تم میں سے جو بھی کسی واضح گناہ کا ارتکاب کرے گی تو اس کے لیے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا۔"

طاقتور آدمی پر جتنا وزن ڈالا جائے برداشت کر لے گا جبکہ کمزور کے ساتھ برتاؤ نرم رکھا جاتا ہے۔ تو جیسے جیسے اللہ کی پہچان زیادہ ہوتی جاتی ہے آزمائش آسان محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ جس شخص کا یہ خیال پختہ ہوتا جاتا ہے کہ یہ سب ایک مالک کا تصرف ہے تو وہ اسے تسلیم کرتا ہے، اس پر راضی ہوتا ہے اور اعتراض نہیں کرتا۔ [2]

⑩ قبروں پر مساجد بنانے سے ڈرانا، مساجد میں قبروں کو داخل کرنا، اور ان میں تصویریں بنانا اور جو شخص یہ کام کرتا ہے اس پر لعنت ہے، اور یہ کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین مخلوق ہے اور یہ آپ ﷺ کی ان عظیم وصیتوں میں سے ایک ہے جو آپ نے اپنی موت سے پانچ دن پہلے کی تھی۔ [3]

[1] سورة الاحزاب:٣٣/ ٣٠؛ شرح مسلم نووی:١٦/ ٢٣٨؛ شرح الأبی :٨/ ٣٢٦۔
[2] فتح الباری:٨/ ١٣٦، ١٠/ ١١٢، ٣/ ٢٠٨۔
[3] فتح الباری:٣/ ٣٩٨۔

نواں باب

رسول اللہ ﷺ کی موت کے وقت وصیتیں

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جمعرات کا دن اور (تمہیں کیا معلوم) جمعرات کا دن کیا ہے جس دن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف شدید ہوگئی تھی تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس (قلم) لاؤ میں تمہارے لئے ایک کتاب (وصیت) لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے۔''

لوگ جھگڑنے لگے حالانکہ نبی ﷺ کے پاس لڑنا کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا (کسی نے یہ بات کہی: رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے جبکہ تمہارے پاس کتاب اللہ موجود ہے تو ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے) گھر والوں میں اختلاف پڑ گیا اور آپس میں جھگڑنے لگے، ان میں سے کسی نے کہا: (قلم کو) آپ کے قریب کردو تا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے کتاب (وصیت) لکھ دیں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ کوئی اس کے علاوہ بات کر رہا تھا۔ جب شور شرابہ اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ۔'' ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھوڑ دو، جس حالت میں، میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں: مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو، وفد کی ضیافت اسی طرح کرنا جس طرح میں ان کی ضیافت کرتا ہوں۔'' تیسری بات پر خاموش رہے یا فرمایا: ''مجھے بھلا دی گئی ہے۔'' [1]

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اور آپ ﷺ نے (اس حالت میں) انہیں تین باتوں کی وصیت کی۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے جس بات کو لکھنے کا ارادہ کیا تھا وہ کوئی ضروری معاملہ نہیں تھا۔ کیونکہ اگر یہ ان معاملات میں سے ہوتا جن کی تبلیغ کا آپ کو حکم

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: ۴۴۳۱، ۴۴۳۲؛ صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ترك الوصیة لمن لیس له شیء یوصی فیه، حدیث: ۱۶۳۴۔

دیا گیا تھا تو آپ ان کے اختلاف کی وجہ سے اسے نہ چھوڑتے ورنہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو آپ اور آپ کی تبلیغ کے درمیان حائل ہوا تھا اسے سزا دیتا اور آپ ﷺ نے مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا حکم دیا اور جو اس کے علاوہ احکامات تھے آپ ﷺ اس بات کے بعد بھی کئی دن زندہ رہے اور لوگوں نے آپ سے کئی چیزیں یاد کیں اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ ان باتوں کا مجموعہ تھا جسے لکھنے کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔ واللہ اعلم [1]

اس حدیث کی تیسری وصیت میں اس بات کا احتمال ہے کہ وہ وصیت قرآن کے بارے میں ہو یا اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنے کے بارے میں ہو یا نماز اور غلاموں کے بارے میں وصیت ہو یا اس بات کی وصیت ہو کہ آپ ﷺ کی قبر کو بت نہ بنایا جائے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی پوجا کی جانے لگے جبکہ آپ ﷺ سے یہ وصیتیں ثابت ہیں۔ [2]

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی؟...... کہنے لگے: آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی۔ [3]

کتاب اللہ کی وصیت سے مراد: اسے حسی اور معنوی طور پر یاد رکھنا تھا۔ اس کی عزت کی جائے، تحفظ کیا جائے اس کے احکامات کی پیروی کی جائے، اس کی نواہی (منع شدہ) سے اجتناب کیا جائے، اس کی تلاوت، تعلم اور تعلیم پر ہمیشگی اختیار کی جائے [4]

آپ ﷺ نے لشکر اسامہ کی روانگی کی وصیت کی تھی۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ لشکر اسامہ کی تیاری کا حکم ہفتے کے دن نبی ﷺ کی موت سے دو دن پہلے تھا۔

آپ ﷺ نے اسامہ کو بلایا اور فرمایا: "اپنے والد کی قتل گاہ کی طرف چلتے جاؤ انہیں گھوڑوں سے روند ڈالو، میں نے تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔" تیسرے دن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف شروع ہوگئی۔ آپ نے اسامہ کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھمایا جسے اسامہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور اس لشکر میں جو اسامہ کے ساتھ نکلا کبار صحابہ مہاجرین و انصار

---

[1] فتح الباری:۸/ ۱۳٤۔ [2] فتح الباری:۸/ ۱۳۵۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا، حدیث:۲۷٤۰؛ صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ترك الوصیة لمن لیس له شیء، حدیث:۱٦۳٤۔

[4] فتح الباری:۹/ ٦۷۔

تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی۔ آپ نے فرمایا: ''لشکر اسامہ کو روانہ کرو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس طرف حکم دیا گیا تھا۔ بیس (۲۰) راتیں چلتے رہے اور اپنے والد (زید رضی اللہ عنہ) کے قاتل کو قتل کیا، لشکر صحیح سلامت غنیمت کے ساتھ واپس پلٹا۔ [1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا امیر مقرر کیا، بعض لوگوں نے اس کی امارت کے متعلق باتیں کیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی امارت میں باتیں کرتے ہو تو اس سے پہلے تم اس کے والد کی امارت میں باتیں کر چکے ہو، اللہ کی قسم! بے شک (یہ اسامہ) امارت کے لئے بہت مناسب ہے اور یہ میرے لئے محبوب ترین لوگوں میں سے ایک ہے اور اس کے بعد جو لوگ آئیں گے ان میں سے بھی مجھے اسامہ محبوب ہے۔'' [2] جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال تھی۔ [3]

آپ ﷺ نے نماز اور غلاموں کے بارے میں بھی وصیتکی انس ﷺ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جب رسول ﷺ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ کی عمومی وصیت یہ تھی ''نماز نماز اور جو تمہارے زیر دست ہیں'' حتیٰ کہ آپ ﷺ کی کیفیت یہ ہوگئی کہ آپ کے سینے سے غرغرے کی آوازیں آنے لگیں تب بھی آپ کی زبان سے یہی الفاظ نکل رہے تھے۔ [4]

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا آخری کلام: نماز نماز اور جو تمہارے زیر دست ہیں (ان کا خیال رکھنا) تھا۔ [5]

---

[1] فتح الباری:۸/ ۱۵۲؛ سیرۃ ابن ہشام:۴/ ۳۲۸۔ [2] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ، حدیث:۴۴۶۹، ۴۴۷۰؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل زید بن حارثۃ حدیث:۶۴۲۶۔

[3] شرح مسلم، نووی:۱۵/ ۲۰۵۔ [4] مسنداحمد:۳/ ۱۱۷؛ سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب وھل اوصی رسول اللہ ﷺ، حدیث:۲۶۹۷۔ [5] مسنداحمد:۷۸۸؛ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حق المملوك، حدیث:۵۱۵۶؛ سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب وھل اوصی رسول اللہ ﷺ، حدیث:۲۶۹۸۔

خلاصہ کلام:

اس باب میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی موت کے وقت اس کا حکم دیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی ابتدا میں انہیں جزیرۂ عرب سے نکالا تھا جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مرتدین کے خلاف جہاد میں مصروف رہے۔

② وفود کا اکرام اور ان کی ضیافت کا اہتمام اس طرح اہتمام کرنا جس طرح نبی ﷺ کیا کرتے تھے کیونکہ نبی ﷺ نے اس کی بھی وصیت کی تھی۔

③ حسی اور معنوی طور پر کتاب اللہ کو لازم پکڑنا، اس کا اکرام اور تحفظ، اس کتاب میں جو کچھ ہے اس کی پیروی کی جائے، اس کے احکامات پر عمل کیا جائے، اس کے نواہی سے بچا جائے، اس کی تلاوت، تعلم اور تعلیم پر ہمیشگی اختیار کی جائے کیونکہ نبی ﷺ نے کئی بار اس بارے میں وصیت کی تھی یہ بات اس کی انتہائی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔

④ نماز کی اہمیت، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادتین کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے اسی وجہ سے نبی ﷺ نے دوران غرغرہ بھی اپنی موت کے وقت اس کے بارے میں وصیت کی۔

⑤ غلام، لونڈیاں، خدام اور جو لوگ زیردست ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھنا کیونکہ نبی ﷺ نے اس کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ”نماز نماز اور جو تمہارے زیردست ہیں۔“

⑥ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ نبی ﷺ نے انہیں ایک بڑے لشکر کا امیر مقرر کیا جس میں مہاجرین وانصار صحابہ کی ایک بہت بڑی تعداد تھی اور آپ ﷺ نے لشکر کی روانگی کی وصیت بھی کر دی تھی۔ [1]

⑦ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ انہوں نے لشکر اسامہ میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو نافذ کیا اور انہیں روانہ کیا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

[1] فتح الباری (۸/ ۱۳٤، ۱۳٥)

عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ [1]

''وہ لوگ ڈر جائیں جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔''

[1] سورۃالنور:٢٤/ ٦٣

دسواں باب

آپ ﷺ کا رفیق اعلیٰ کو پسند کرنا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں یہ بات سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اسے دنیا و آخرت کے مابین اختیار نہ دے دیا جائے میں نے نبی ﷺ سے آپ کی اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہوئے سنا، آپ ﷺ کو شدید بخار تھا، آپ فرما رہے تھے:

﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ [1]

''ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا انبیا، صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں سے اور یہ سب اچھے ساتھی ہیں۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: اسی وقت مجھے پتہ چل گیا تھا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ [2]

وہ ہی روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب تندرست تھے تو اس وقت فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کی جان اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا کر اختیار نہ دے دیا جائے۔'' کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت قریب آیا، ان کا سر میری ران پر تھا چند لمحے ان پر غشی طاری ہوتی پھر افاقہ ہو جاتا آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف گاڑ دیں پھر فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) ''اے اللہ رفیق اعلیٰ کی طرف۔'' میں نے کہا: تب تو آپ ﷺ ہمارے پاس رہنا پسند نہیں کریں گے۔ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ ان کی وہی بات ہے جسے آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں بیان کیا کرتے تھے، آپ کا آخری کلمہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہی تھا: ((اَللّٰهُمَّ مَعَ الرَّفِيْقِ

[1] ٤/ النساء:٦٩۔

[2] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث:٤٤٣٦۔ ٤٤٣٧؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضائل عائشة رضی اللہ عنہا، حدیث:٨٦/ ٢٤٤٤۔

الاعلیٰ)) [1] اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا وہ میرے جسم سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ فرما رہے تھے: ''اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔'' [2]

آپ ﷺ کا تعلق اپنے رب سے تھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اس پر رغبت رکھتے تھے، اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے والے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا تھا اسے پسند کرنے والے تھے، ان میں سے مسواک بھی تھی، کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والی، اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ [3] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں، میری باری والے دن، میری گردن اور سینے کے درمیان (سر رکھ کر) فوت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ ﷺ کا لعاب، آپ ﷺ کی موت کے وقت جمع کر دیا وہ اس طرح کہ عبدالرحمٰن (بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے ہیں، مجھے یہ بات پتہ تھی کہ وہ مسواک کو پسند کرتے ہیں، میں نے کہا: کیا میں آپ کے لیے مسواک لے لوں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ''ہاں'' میں نے مسواک انہیں پکڑائی تو وہ انہیں کچھ سخت محسوس ہوئی، میں نے کہا: میں آپ کے لیے اسے نرم نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں، میں نے آپ ﷺ کو مسواک نرم کر کے دی اور ایک روایت میں ہے میں نے اسے توڑا پھر اسے چبایا اور ایک روایت میں ہے، میں نے اسے توڑا، نرم کیا اور پانی سے دھویا، پھر اسے نبی ﷺ کو پکڑا دیا آپ ﷺ نے مسواک کی میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو اس سے زیادہ اچھے طریقے سے مسواک کرتے نہیں دیکھا، آپ کے سامنے

[1] صحيح بخاری، حواله سابق، حديث:٤٤٣٧، ٤٤٦٣؛ صحيح مسلم، حواله سابق، حديث:٨٧/ ٢٤٤٤۔

[2] صحيح بخاری، حديث:٤٤٤٠۔٥٦٦٤؛ صحيح مسلم، حديث:٨٥/ ٢٤٤٤۔

[3] سنن نسائی، كتاب الطهارة، باب الترغيب فی السواك، حديث:٥۔

چمڑے کا ایک چھوٹا سا برتن جس میں پانی تھا، آپ اپنا ہاتھ پانی میں داخل کرتے اور اسے اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ)) ''اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں۔'' پھر اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمانے لگے: ((فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى)) حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کا سر میرے سینے پر گردن کے قریب رکھا ہوا تھا، نبی ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کے لیے موت کی شدت کو ناپسند نہیں کیا (کراہت محسوس نہیں کی) [2]

خلاصہ کلام:

اس مبحث میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① رفیق اعلیٰ: ان لوگوں کی جماعت ہے جو اللہ کے اس قول میں بیان ہوئی ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ [3]

''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین میں سے اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔''

تو صحیح بات یہی ہے جس پر جمہور اہل علم ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد انبیا ہیں جو اعلیٰ علیین میں سکونت اختیار کیے ہوں گے۔

لفظ ''رفیق'' کا اطلاق واحد و جمع دونوں پر ہوتا ہے۔ [4]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الجمعة، باب من تسوك بسواك غيره، حديث: ٨٩٠؛ كتاب المغازی، حديث: ٤٤٣٨، ٤٤٤٩۔ [2] صحيح بخاری، كتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حديث: ٤٤٤٦؛ واللفظ له؛ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عائشة رضي الله عنها حديث: ٢٤٤٣۔ [3] ٤/ النساء: ٦٩۔
[4] فتح الباری: ٨/ ١٣٨؛ شرح مسلم نووی: ١٥/ ٢١٩۔

② جب نبی ﷺ کو اختیار دیا گیا تو اللہ کی ملاقات کی محبت میں اور پھر رفیق اعلیٰ کی محبت میں آپ نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا، اور آپ ﷺ ہی فرمایا کرتے تھے: ''جس شخص نے اللہ کی ملاقات کو پسند کیا، اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے۔'' [1]

③ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کہ انہوں نے آپ ﷺ سے بہت زیادہ علم نقل کیا، آپ کی خدمت کرتی رہیں حتیٰ کہ آپ کہا کرتی تھیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو نعمتیں کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ میری گردن اور سینے کے درمیان سر رکھ کر فوت ہوئے۔

④ نبی ﷺ مسواک کا اہتمام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ سکرات الموت کی شدت میں تھے تب بھی مسواک کی، یہ بات مسواک کے استحباب کی تاکید پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔

⑤ سکرات الموت میں نبی ﷺ کا فرمان ((لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰــهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ)) ''اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں۔'' آپ ﷺ نے لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰــهُ کو ثابت کیا یہ اس قول کے مستحب ہونے اس کا اہتمام کرنے اور اسے کثرت کے ساتھ خاص طور پر مرض الموت میں پڑھنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جس شخص کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [2]

⑥ نبی ﷺ کی انبیا علیہم السلام کی رفاقت کی حرص اور اس کے لیے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ اسے بھی موت کے بعد جنتوں میں ان کے ساتھ جمع کر دے۔ اے اللہ ہمیں بھی اپنی رحمت سے ان کے ساتھ کر دے، اے ارحم الراحمین۔

⑦ نبی ﷺ کے لیے شدت موت، اور اس کی عظیم سختیاں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے تھے، پھر ہماری کیا حالت ہوگی۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب من احب لقاء اللّٰـه، حدیث:٦٥٠٧؛ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب من احب لقاء الله، حدیث:٢٦٨٣۔

[2] سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، حدیث:٣١١٦۔

گیارھواں باب

نبی ﷺ کی موت شہادت کی موت تھی

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی اس بیماری میں جس میں وہ فوت ہوئے کہا کرتے تھے: ”عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں ابھی تک اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اب ایسا وقت آ چکا ہے کہ اس زہر کی وجہ سے میری رگیں کٹ رہی ہیں۔“ [1]

آپ زہر آلود بکری کھانے کے بعد تین سال تک زندہ رہے اور اسی تکلیف میں آپ کی روح قبض ہوئی۔ [2] کہا جاتا ہے کہ جس عورت نے زہر آلود بکری دی تھی وہ مسلمان ہوگئی تھی، جب اس نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ کو کس نے بتلایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے زہر آلود بکری نے بتایا ہے۔“ وہ مسلمان ہوگئی تو پہلے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف کر دیا پھر بشر بن براء رضی اللہ عنہ کے (زہر کی وجہ سے) شہید ہونے کے بعد اسے بطور قصاص قتل کر دیا [3] متصل حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ بشر رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب زہر تھا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول کیا کرتے جبکہ صدقہ نہیں کھایا کرتے تھے، ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کو ایک زہر آلود بکری تحفہ میں دی، رسول اللہ ﷺ اور دیگر لوگوں نے اس میں سے کچھ کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ اٹھالو، کیونکہ بکری نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔“ بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ یہ گوشت کھانے سے فوت ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہیں یہ کام کرنے پر کس نے ابھارا؟ اس نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو نقصان نہیں دے گی، اور اگر آپ کوئی بادشاہ ہیں تو میں آپ سے لوگوں کو راحت پہنچا دیتی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ حدیث:٤٤٢٨؛ مستدرك الحاكم:٣/ ١٥٨۔ [2] فتح الباری:٨/ ١٣١۔

[3] فتح الباری:٧/ ٤٩٧؛ البداية والنهاية:٤/ ٢٠٨-٢١٢۔

اپنی اس بیماری میں جس میں فوت ہوئے فرمایا: ”میں ابھی تک اس لقمہ سے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں اب یہ وقت میری رگیں کٹنے کا ہے۔“ [1] ام بشر نے نبی ﷺ کی اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کون سی چیز وہم میں ڈال رہی ہے؟ کیونکہ مجھے اپنے بارے میں زہر آلود بکری کے علاوہ کسی دوسری چیز کا وہم نہیں ہوتا جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھائی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بھی اپنے بارے میں اسی بکری کا وہم ہے، اور اب یہ وقت میری رگیں کٹنے کا ہے۔“ [2]

ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات وثوق سے کہی ہے کہ نبی ﷺ شہید ہو کر فوت ہوئے ہیں اور نقل کرتے ہیں کہ مسلمان اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ ﷺ شہید ہوئے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کو نبوت کے ذریعے تکریم دی گئی۔ [3] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میں نو مرتبہ بھی قسم کھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کیا گیا تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ ﷺ کو شہید نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا اور شہادت عطا فرمائی۔ [4]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں اس دوران نماز پڑھایا کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس تکلیف میں مبتلا تھے جس میں آپ فوت ہوئے۔ حتیٰ کہ جب پیر کا دن تھا لوگ (فجر کی نماز میں) صفوں میں کھڑے تھے کہ نبی ﷺ نے اچانک عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا (لوگ نماز کی صف بندی میں تھے) آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے گویا کہ آپ کا چہرہ قرآن کریم کا ورق ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے تبسم کیا مسلمانوں کو وہم سا ہوا کہ کہیں وہ خوشی سے اپنی نماز کے اندر فتنے میں نہ پڑ جائیں (رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی وجہ سے) ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں کے بل

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب فیمن سقی رجلا سما اواطعمه فمات حدیث:٤٥١٢؛ مستدرك الحاکم ٢/ ٢١٨-٢١٩۔ [2] سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب فیمن سقی رجلا سما او اطعمه فمات، حدیث:٤٥١٣۔

[3] البدایة والنهایة:٤/ ٢١٠-٢١١۔ [4] بیهقی فی الدلائل:٧/ ١٧٢؛ کما فی البدایة والنهایة:٥/ ٢٢٧؛ مسند احمد:١/ ٣٨١؛ مستدرك الحاکم:٣/ ٥٨۔

پیچھے ہونے لگے تا کہ صف میں جا ملیں انہیں یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے نکلیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنے ہاتھ سے) انہیں اشارہ کیا کہ اپنی نماز مکمل کریں۔ پھر رسول اللہ ﷺ حجرے میں داخل ہوئے، اور پردہ گرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ اسی دن فوت ہوئے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس دن کے آخری وقت میں فوت ہوئے، اور ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ تین مرتبہ نہیں نکلے۔ اقامت کہہ دی گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے تو اللہ کے نبی ﷺ نے پردہ اٹھایا جب نبی ﷺ کا چہرہ واضح ہوا تو (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے اس سے زیادہ پیارا منظر دیکھا ہی نہیں جو ہمیں نبی ﷺ کے چہرے سے زیادہ پیارا لگا ہو جب نبی ﷺ کا چہرہ ہمارے لیے واضح ہو گیا، نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ وہ آگے بڑھیں، اور نبی ﷺ نے پردہ گرا دیا، اس کے بعد دوبارہ اس طرح نہ ہو سکا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ [1]

خلاصہ کلام:

اس مبحث میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① نبی ﷺ کی موت اور آپ ﷺ کا رفیق اعلیٰ کی جانب انتقال شہادت کی صورت میں تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی اور شہید بنایا تھا۔

② اسلام اور اہل اسلام سے یہودیوں کی عداوت زمانہ قدیم سے چلتی آ رہی ہے یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔

③ اپنی ذات کے لیے نبی ﷺ کا انتقام نہ لینا، بلکہ آپ درگزر کر دیتے اور معاف فرما دیتے اسی لیے آپ نے اس عورت کو سزا نہیں دی جس نے بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا تھا، لیکن اسے بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد ان کے قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

④ نبی ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہ زہر آلود بکری کے گوشت نے بات

چیت کی اور نبی ﷺ کو بتلایا کہ وہ زہر آلود ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے اپنے نبی کو دین مکمل کرنے کے بعد فوت کیا، اور آپ ﷺ کی امت کو واضح روشن دلیل پر چھوڑ کر گئے جس کی رات اس کے دن کی طرح ہے، سوائے برباد ہونے والے شخص کے کوئی اس سے کج روی اختیار نہیں کرتا۔

⑥ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اپنے نبی ﷺ سے محبت حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے پیر کی صبح کو پردہ اٹھایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بہت زیادہ خوش ہوئے، آپ ﷺ اپنے صحابہ اور ان کی نماز کی طرف دیکھ رہے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں سرور داخل کر دیا کیونکہ آپ ﷺ اپنی امت کے خیر خواہ تھے ان کے لیے بھلائی کے کام پسند کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ نے ان کے مبارک عمل کو دیکھ کر فرحت و سرور کی وجہ سے تبسم فرمایا، حالانکہ آپ مرض کی شدت میں تھے۔

بارھواں باب

جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے کبھی مرے گا نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ [1]

"بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔"

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴾ [2]

"ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے دوام (ہمیشہ رہنا) نہیں بنایا، اگر آپ مر جائیں تو (کیا) یہ ہمیشہ رہیں گے۔"

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ [3]

"ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، قیامت کے دن تمہیں تمہارے اجر پورے پورے دے دیئے جائیں گے تو جو شخص آگ سے بچا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو حقیقت میں وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔"

﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴾ [4]

"جو بھی روئے زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور تمہارے رب کا جلال و عزت والا چہرہ باقی رہے گا۔"

---

[1] ۳۹/ الزمر:۳۰۔ [2] ۲۱/ الانبیاء:۳٤۔

[3] ۳/ آل عمران:۱۸۵۔ [4] ۵۵/ الرحمن:۲٦، ۲۷۔

محمد بن عبداللہ افضل الانبیا والمرسلین فوت ہو گئے۔ آپ ﷺ نے آخری الفاظ جو آپ نے غرغرے کے وقت ادا کیے جس طرح کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے چمڑے کا ایک چھوٹا سا برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا، آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے اور اسے اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: ((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ)) پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھڑا کر لیا اور کہنے لگے: ((فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)) حتیٰ کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ آپ کے آخری الفاظ جو آپ نے ادا کیے وہ ((اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)) ''اے اللہ! رفیق اعلیٰ میں'' تھے۔ [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ سنح (جگہ کا نام) میں تھے، عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ عائشہ کہتی ہیں کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ اللہ کی قسم! میرے دل میں اس کے سوا کوئی بات نہیں آئی، اور اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ کو دوبارہ اٹھائیں گے تو وہ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور ''سنح'' میں اپنے گھر سے آ رہے تھے، گھوڑے سے نیچے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے، لوگوں سے کوئی بات نہیں کی، عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے، آپ ﷺ پر ایک یمنی چادر تھی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا (پھر رو پڑے) اور کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان (اے اللہ کے نبی) آپ نے بہت پاکیزہ زندگی گزاری اور بہت اچھی موت مرے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا (کبھی بھی) ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا (اے قسم اٹھانے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث:٤٤٣٨، ٤٤٤٩، ٤٤٦٣؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عائشة رضی اللہ عنہا، حدیث:٢٤٤٤۔

والے) بیٹھ جاؤ انہوں نے انکار کر دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ، انہوں نے پھر انکار کر دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بات چیت شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: اما بعد! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو بے شک محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بے شک اللہ زندہ رہنے والا ہے، مرے گا نہیں، اللہ نے فرمایا:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ [1]

"بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔"

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [2]

"اور نہیں ہیں محمد (ﷺ) سوائے رسول کے، تحقیق ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، اگر یہ مر جائیں یا قتل (شہید) کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے، اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔"

اللہ کی قسم گویا کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے حتیٰ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے تلاوت کیا تو لوگوں نے یہ آیت ان سے سیکھ لی میں نے ہر شخص کو یہی آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ معاملہ اس طرح نہیں تھا مگر میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو تلاوت کرتے سنا تو میں دہشت زدہ اور حیران ہو گیا، حتیٰ کہ میری ٹانگیں میرا بوجھ برداشت نہ کر سکیں اور میں زمین پر گر پڑا، جب میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کو تلاوت کرتے سنا تو مجھے پتہ چل

---

[1] ۳۹/ الزمر: ۳۰۔ [2] ۳/ آل عمران: ۱۴۴۔

گیا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ [1] عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رونے لگے، انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے۔ ابو بکر، عمر اور عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی طرف گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ بولنے لگے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش کروا دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے اس (بات) کرنے کا ارادہ صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے ایک گفتگو تیار کی تھی۔ جو مجھے اچھی لگی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کہیں یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائے۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ بولنے لگے تو فصیح و بلیغ شخص کی طرح بولنے لگے انہوں نے اپنی گفتگو میں کہا: ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر، حباب بن منذر نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ہم یہ کام نہیں کریں گے ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں لیکن ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر وہ لوگ عرب کے درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور حسب و نسب میں خالص عرب تھے، انہوں نے عمر اور ابو عبیدہ کی بیعت کر لی، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس طرح نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار، ہم میں سے بہترین، رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کی بیعت کی لوگوں نے بھی ان کی بیعت کی۔ ایک کہنے والا کہنے لگا تم نے تو سعد بن عبادہ کو قتل ہی کر دیا (بالکل چھوڑ دیا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے اللہ نے قتل کیا ہے۔ [2]

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی موت کے دن ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے خطاب کے بارے میں کہتی ہیں: ان کے دونوں خطابوں میں سے کوئی خطاب ایسا نہیں تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نفع نہ رکھا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ڈرایا کیونکہ ان میں سے نفاق پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو اصل حالت پر لوٹا دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واضح طریقہ بتایا اور ان کے ذمے جو حق تھا انہیں بتلایا اور لوگ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث:٤٤٥٢، ٤٥٤٤، ١٢٤١، ١٢٤٢۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلی فی الزنا، حدیث:٦٨٣٠۔

اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ [1]

عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا، پھر منگل کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم اور مفید خطاب کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے نفع دیا۔ والحمد للہ۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب سقیفہ بنو ساعدہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو دوسرے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے، عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے قبل گفتگو شروع کی۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا: لوگو! میں نے کل تم سے ایک بات کہی تھی، جو مجھے اللہ کی کتاب میں نہیں ملی نہ ہی کوئی ایسا عہد تھا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے لیا تھا لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ہمارے معاملات کا انتظام کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: (ہمارا آخری شخص ہوگا) بے شک اللہ تعالیٰ تم میں اپنی وہ کتاب باقی رکھے گا جس کے ذریعے اس نے اپنے رسول کی راہنمائی کی، اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو گے تو اللہ تم میں سے ہر اس شخص کو ہدایت دے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دی، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کو تم میں سے بہترین شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھی، جب نماز میں وہ دونوں تھے تو دوسرے ساتھی پر جمع کر دیا ہے تو کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔ تب لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سقیفہ کی بیعت کے بعد عام بیعت کی، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا:

امابعد! اے لوگو! مجھے تم پر نگران بنایا گیا حالانکہ میں تم سے زیادہ بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا، اگر میں غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دینا، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، تم میں سے کمزور آدمی میرے نزدیک طاقتور ہے حتیٰ کہ میں اس کا حق اسے دلوادوں ان شاء اللہ، اور تم میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے حتیٰ کہ میں اس سے حق لے لوں ان شاء اللہ، جو قوم اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ

[1] ۳/ آل عمران: ۱٤٤؛ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث: ۳٦٦۹، ۳٦۷۰۔

اسے ذلیل کر دیتا ہے، اور جس قوم میں برائیاں سر عام ہونے لگیں اللہ تعالیٰ انہیں عمومی طور پر آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو، اور جب میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں، نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم کرے۔ [1] پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امارت شروع ہوگئی۔ والحمد للہ۔

رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو آپ مکہ میں ٹھہرے رہے، تیرہ سال تک توحید کی دعوت دیتے رہے اور آپ کی طرف وحی آتی رہی پھر آپ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے، وہاں پر دس سال ٹھہرے رہے، آپ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ [2]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ آخری نماز جمعرات کے دن ظہر کی نماز پڑھی، ہفتہ اور اتوار کے دن آپ ﷺ صحابہ سے کٹ گئے تو یہ مکمل تین دن ہوئے۔ [3]

آپ ﷺ کی موت اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خطبے کے بعد مشاورت ہونے لگی جیسا کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، اتوار کا باقی دن اور پیر کے دن صحابہ صدیق اکبر کی بیعت میں مصروف رہے، اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین شروع کی۔ [4] آپ کو تین اعلیٰ کپڑوں میں غسل دیا گیا اور تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا نہ ان میں قمیص تھی اور نہ عمامہ، پھر لوگوں نے الگ الگ ہو کر آپ کا جنازہ پڑھا، امام کوئی بھی نہیں تھا، اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، آپ کی نماز جنازہ، مردوں نے، پھر بچوں نے، پھر عورتوں اور پھر غلاموں اور لونڈیوں نے

---

[1] سیرۃ ابن ھشام:٤/ ٣١١؛ تاریخ ابن جریر طبری:٢/ ٤٤٩؛ البدایۃ والنھایۃ:٥/ ٢٤٨، وقال ھذا اسناد صحیح۔

[2] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب وفاۃ النبی ﷺ، حدیث:٤٤٦٦؛ مختصر الشمائل الترمذی، ص:١٩٢؛ فتح الباری:٨/ ١٥١۔

[3] البدایۃ والنھایۃ:٥/ ٢٣٥۔ [4] البدایۃ والنھایۃ:٥/ ٢٤٥۔

پڑھی۔قول مشہور کے مطابق آپ پیر کے دن فوت ہوئے [1] اور بدھ کی رات دفن کیے گئے،آپ کے لیے لحد کھودی گئی اور اینٹیں رکھی گئیں۔ [2] آپ کی قبر زمین سے بالشت بھر اونچی تھی، [3] آپ کی قبر کوہان کی مانند تھی، [4] روایات متواتر ملتی ہیں کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا، [5] مسجد کے مشرق اور حجرے کے مغربی زاویے میں۔ولید بن عبدالملک نے ۸۶ھ میں مسجد نبوی میں توسیع کا حکم دیا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس میں مشرقی سمت سے توسیع کی،جس کی وجہ سے حجرہ بھی مسجد میں آ گیا۔ [6]

خلاصہ کلام:

اس مبحث میں دروس،فوائد،اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① انبیا اور رسول اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں جو کہ مر چکے ہیں کیونکہ کائنات میں کوئی مخلوق ایسی نہیں جو باقی رہے،یہ اس بات پر دلالت ہے کہ دنیا عارضی ساز وسامان ہے،اور دھوکہ ہے جسے ہمیشگی نہیں،انسان کی کوئی مشقت اور کوئی مال باقی نہیں بچے گا سوائے اس کے جو اس نے اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا ہوگا اس کے علاوہ جو بھی ہوگا بکھرے ہوئے ذرات کی طرح ہوگا۔

② نبی ﷺ کو اس بات کا شوق تھا کہ وہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوں،اسی وجہ سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے متعدد بار اس کا سوال کیا تھا،یہ دلالت ہے اس بات پر کہ یہ انبیاء اور اطاعت گزاروں کے لیے عظیم مرتبہ ہے۔

③ میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس کی داڑھی باندھنے کے بعد میت پر کپڑا اڈالنے کا استحباب،اسی وجہ سے آپ ﷺ پر یمنی چادر ڈالی گئی۔

---

[1] البداية والنهاية:٥/ ٢٥٥ـ٢٥٦؛ تهذيب السيرة للنووى، ص:٢٥؛ فتح البارى:٨/ ١٢٩ـ ١٣٠ـ

[2] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فى اللحد، حديث:٩٦٦ـ

[3] صحيح ابن حبان:١٤/ ٦٠٢ـ

[4] صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى قبر النبى ﷺ، حديث:١٣٩٠ـ

[5] صحيح بخارى، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى قبر النبى ﷺ، حديث:١٣٨٩ـ

[6] البداية والنهاية:٥/ ٢٧١، ٢٧٣؛ فتح البارى:٨/ ١٢٩، ١٣٠ـ

④ میت کے لیے اس کی موت کے بعد دعا کرنا، کیونکہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں، [1] اسی وجہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے کہا تھا ''آپ پاکیزہ زندگی گزار کر گئے ہیں اور بہترین موت مرے ہیں۔

⑤ جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے'' إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ''ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْهَا'' [2] اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما۔''

⑥ دلی طور پر آنسوؤں اور غم کے ساتھ رونے کا جواز۔

⑦ نوحہ، گریبان پھاڑنا، بال منڈوانا، جاہلیت کی پکار ان سب کا صحیح دلائل سے حرام ہونا ثابت ہے۔ [3]

⑧ آدمی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس سے کوئی نہ کوئی چیز رہ جاتی ہے، اور درست بات کسی اور کی ہوتی ہے، کبھی سہواً اور بھول کر غلطی کر لیتا ہے۔

⑨ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، ان کا علم اور فقہ، اسی وجہ سے انہوں نے کہا تھا: ''جو شخص محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو محمد (ﷺ) فوت ہو چکے، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا۔''

⑩ عمر رضی اللہ عنہ کا ادب اور حسن اخلاق، اسی وجہ سے جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے، اور ان کی مخالفت نہیں کی، بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ کر غور سے سننے لگے۔

⑪ عمر رضی اللہ عنہ کی عظیم حکمت سقیفہ بنو ساعدہ میں جھگڑا رفع دفع کرنے کے لیے، وہ اسی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند المریض والمیت، حدیث:۹۱۹۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبة، حدیث:۹۱۸۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، حدیث، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب، حدیث:۱۰۳، ۱۰۴۔

طرح کہ انہوں نے فوراً ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کی بیعت کی تو لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور مسلسل ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے لگے، اس طرح نزاع کی کیفیت ختم ہو گئی۔

⑫ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بلاغت کہ جب انہوں نے سقیفہ بنو ساعدہ میں گفتگو کی تو بہت عمدہ گفتگو کی حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اقرار کیا کہ انہوں نے فصیح و بلیغ شخص کی طرح گفتگو کی۔

⑬ نبی ﷺ کی موت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے خطاب کو نافع (نفع مند) بنایا، اس طرح منافقین ڈر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو نفع مند بنایا کہ اس سے لوگوں نے حق کو پہچان لیا۔

⑭ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منگل کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ان کی حکمت اور حسن سیاست کا ظہور، انہوں نے یہ بات بھی بیان کی کہ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت، اور کمزور شخص میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں، انہوں نے لوگوں سے اپنے لیے اس وقت تک اطاعت کا مطالبہ کیا جب تک وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں، پھر اگر وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کریں تو لوگوں کے ذمے کوئی اطاعت نہیں۔

⑮ عمر رضی اللہ عنہ کی حکمت اور عقلی و قلبی بہادری، جب انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطاب کیا، اور اس کے بعد اپنے گزشتہ قول سے رجوع کیا اور عذر پیش کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مضبوط کیا، اور بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی، سب سے زیادہ محبوب اور جب دونوں غار میں تھے تو دوسرے شخص وہی تھے۔

⑯ میت کے لیے سفید کفن کا استحباب، تین کپڑے ہوں، نہ ان میں قمیص ہو اور نہ عمامہ، اور لحد کی صورت میں قبر کھودی جائے، اس پر اینٹیں گاڑی جائیں، اور اسے بالشت بھر اونٹ کی کوہان کی مانند بنایا جائے۔

تیرھواں باب

نبی ﷺ کی موت کی وجہ سے مسلمانوں پر مصیبت

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ کی کامل محبت، سچے ایمان کے عظیم درجات میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں (محمد ﷺ) اس کے نزدیک، اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔“ [1] انسان کے بیوی یا بچے یا والدین ختم ہو جائیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا کے مصائب میں سے ایک بہت بڑی مصیبت ہے تو اگر یہ سب کے سب آن واحد میں ختم ہو جائیں تو اس کی حالت کیا ہو گی؟

اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبی کی موت مسلمانوں پر دنیا کے مصائب میں سے ایک عظیم مصیبت تھی، اسی لیے اس بارے میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک دروازہ کھولا، یا کوئی پردہ اٹھایا، لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے جب لوگوں کو بہترین حالت میں پایا اور یہ امید کی اللہ تعالیٰ انہیں ان کا خلیفہ بنائے جس طرح ان کو دیکھ رہے ہیں تو اللہ کی حمد وثنا کی۔

”اے لوگو! لوگوں میں سے یا مومنین میں سے جس شخص کو بھی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو بڑا سمجھے اس مصیبت کے مقابلے میں جو اسے درپیش ہے، کیونکہ میری امت کے کسی بھی شخص کو اتنی شدید مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، جتنی سخت مصیبت اسے میری (جدائی کی) مصیبت درپیش ہو گی۔“ [2]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینے میں داخل

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأیمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان، حدیث:۱۵؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبة رسول اللہ ﷺ، حدیث:٤٤۔

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر علی المصیبة، حدیث:۱۵۹۹۔

ہوئے تو ہر چیز روشن ہوگئی، اور جس دن آپ ﷺ فوت ہوئے اس دن ہر چیز ماند پڑ گئی، ابھی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دفن کر کے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہم اپنے قلوب کا انکار کرنے لگے۔ [1]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلو ہم ان کی زیارت (ان سے ملاقات) کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جب دونوں صاحبان ان کے پاس پہنچے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رو پڑیں، دونوں نے ان سے کہا: آپ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کے پاس بہترین بدلہ ہے۔ کہنے لگیں: مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کے پاس بہترین بدلہ ہے لیکن میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ وحی کا سلسلہ آسمان سے منقطع ہوگیا ہے۔ ام ایمن نے یہ بات کر کے انہیں بھی برانگیختہ کیا تو وہ دونوں بھی رونے لگے۔ [2]

کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

اصبر لكل مصيبة وتجلد
واعلم بأن المرء غير مخلد
فاذا ذكرت مصيبة تسلوبها
فاذكر مصابك بالنبي محمد

ہر مصیبت پر صبر کرو اور مضبوط رہو۔ اور یہ حقیقت جان لو کہ انسان فانی ہے۔ جب تم کسی مصیبت کو یاد کرو تو اپنی مصیبت کو نبی ﷺ کی مصیبت کے آئینے میں دیکھو۔

خلاصہ کلام:

اس مبحث میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

---

[1] سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب سلوا الله لى الوسيلة، حديث:٣٦١٨؛ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ، حديث:١٦٣١؛ مسند احمد:٣/ ٦٨۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الصحابة، باب من فضائل ام ايمن، حديث:٢٤٥٤؛ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه ﷺ، حديث:١٦٣٥۔

① نبی ﷺ کی موت مسلمانوں کی درپیش مصیبتوں میں سے سب سے بڑی مصیبت ثابت ہوئی ہے۔

② نبی ﷺ کی موت کے بعد نزول وحی کے انقطاع کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے دلوں کا انکار کرنا۔

③ مسلمانوں کے لیے نبی ﷺ، ان کی جان، اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، اور آپ کی موت کے وقت نبی ﷺ کے قریب و بعید کے صحابہ سے بلکہ تمام مسلمانوں کی جانب سے اس بات کا اظہار بھی ہوا۔

④ امور دین کے ہر معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا اور پیروی کو محبوب رکھتے تھے حتیٰ کہ بڑی عمر کی عورتوں کی زیارت میں بھی جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

چودھواں باب

آپ ﷺ کی وراثت (میراث)

عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ کوئی درہم، نہ دینار، نہ غلام اور نہ کوئی لونڈی اور نہ ہی ان کے سوا کوئی اور چیز ترکے میں چھوڑی سوائے سفید خچر کے جس پر آپ ﷺ سواری کیا کرتے تھے، اپنے اسلحے کے اور اپنی اس زمین کے جو خیبر میں تھی۔ جسے آپ نے (مسلمانوں کے لیے) صدقہ کر رکھا تھا۔ [1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی درہم، کوئی دینار، بکری نہ کوئی اونٹ ترکے میں چھوڑا اور نہ کسی چیز کے بارے میں وصیت کی۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہماری وراثت نہیں ہم جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔'' [3] اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اموال سمیٹنے اور جمع کرنے کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا تھا بلکہ آپ کو ہادی، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا، سراج منیر بنا کر مبعوث کیا گیا تھا، اور یہی اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا معاملہ ہوا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حقیقت میں علما ہی انبیا کے وارث ہیں، انبیا نے درہم و دینا وراثت نہیں بنائی بلکہ انہوں نے علم کو وراثت میں چھوڑا ہے تو جس شخص نے اسے حاصل کیا اس نے ایک وافر حصہ حاصل کرلیا۔'' [4] صحابہ رضی اللہ عنہم یہ بات جان چکے تھے۔

سلمان بن مہران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا، حدیث:۲۷۳۹، ۲۹۱۲، ٤٤٦١۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ترك الوصیة لمن لیس له شیء یوصی فیه، حدیث:۱۶۳۵۔ [3] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، حدیث:۳۰۹۳، ۳۷۱۲؛ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب قول النبی ﷺ ((لانورث ماترکنا فهو صدق......))، حدیث:۱۷۵۸۔

[4] سنن ابی داود، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، حدیث:۳٦٤۱؛ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، حدیث:۲٦۸۲؛ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث:۲۲۳۔

کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی دفعتاً ایک اعرابی وہاں سے گزرا تو اس نے کہا: یہ لوگ کس وجہ سے جمع ہوئے ہیں؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد ﷺ کی میراث تقسیم کر رہے ہیں۔ [1]

نبی ﷺ کی میراث کتاب وسنت، علم اور آپ ﷺ کے طریقے کی پیروی ہے، اسی لیے آپ ﷺ فوت ہو گئے اور کوئی درہم و دینار، غلام ولونڈی، اونٹ نہ بکری، نہ کوئی اور چیز ترکے میں چھوڑی سوائے اپنے خچر اور اس زمین کے جسے آپ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر دیا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے اور حالت یہ تھی کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے عوض میں گروی رکھی ہوئی تھی [2] یہ معاملہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ دنیا سے بہت تھوڑا حصہ لیا کرتے تھے اور لوگوں سے بے پرواہ تھے، اسی لئے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے اموال کا تقاضہ نہیں کیا اور نہ ان سے قرض مانگا، کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے گروی چیز قبول نہیں کیا کرتے تھے بعض اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے قیمت بھی نہیں لیا کرتے تھے، آپ نے یہودی کے ساتھ معاملہ طے کیا تاکہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو تنگ نہ کریں۔ [3] آپ جب زندہ تھے تب بھی آپ ﷺ کو بھوک کی تکلیف پہنچتی رہتی تھی۔ ایک ایک، دو دو مہینے گزر جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلا کرتی تھی؟ عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ کی خوراک کیا ہوا کرتی تھی؟ کہنے لگی: دو کالی چیزیں کھجور اور پانی...... [4] اس کے باوجود آپ ﷺ کہا کرتے تھے:

((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا، مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا اِلاَّ كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ

---

[1] شرف اصحاب الحديث للخطيب، ص:۹۳؛ رقم:۸۳؛ اسناده ضعيف لانقطاعه۔

[2] صحیح بخاری، كتاب المغازی، باب:۸۷، حديث: ۳۳۶۷؛ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضر، حديث: ۱۶۰۳۔

[3] شرح مسلم نووی:۱۱/ ۴۳۔ [4] صحیح بخاری، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه: حديث۶۴۵۹/ ۲۵۶۷؛ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن، حديث:۲۹۷۲۔

صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [1]

"مجھے دنیا سے کیا غرض میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے جو ایک سخت گرم دن میں سفر کر رہا ہے پھر کسی درخت کے نیچے دن کی کسی گھڑی (ساعت) میں سایہ حاصل کرنے کیلئے رکا، پھر وہاں سے کوچ کیا اور درخت کو چھوڑ دیا۔"

خلاصہ کلام:

اس باب میں دروس، فوائد اور عبرتیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

① انبیا علیہم السلام کو مال جمع کرنے کیلئے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ انہیں لوگوں کی ہدایت اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کیلئے مبعوث کیا گیا، اسی لئے انہوں نے دینار و درہم وراثت میں نہیں چھوڑا، صرف علم اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے جس شخص نے اسے حاصل کیا اس نے ایک وافر حصہ اخذ کر لیا۔

② دنیا کی فانی زندگی اور عارضی سامان میں نبی ﷺ کی بے رغبتی، آپ ﷺ اس سوار کی طرح تھے جس نے درخت نیچے سایہ حاصل کیا پھر کوچ کر گیا اور درخت کو چھوڑ دیا۔

③ لوگوں سے مانگنے سے نبی ﷺ کا بچنا، آپ قرض لیا کرتے اور کوئی چیز گروی رکھ دیتے، حتیٰ کہ آپ اپنے صحابہ کو بھی تکلیف نہ دیتے، اسی لئے آپ فوت ہو گئے اور آپ کی زرہ تین صاع جو کہ عوض ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔

④ نبی ﷺ کے پاس موجود سامان کی قلت اور حالات کی سختی کہ ایک، دو ماہ گزر جاتے اور آپ ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، صرف دو کالی چیزوں (کھجور، پانی) پر گزارا ہوا کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں آپ ﷺ پر جب تک رات دن جاری ہیں، میں اللہ بلند و عظیم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں بھی آپ کے مخلص پیروکاروں میں سے بنا دے، اور یوم جزا ہمیں آپ کے گروہ سے اٹھائے۔

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب:٤٤ حدیث، ماالدنیا الا کر اکب استظل، حدیث: ٢٣٧٧؛ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، حدیث:٤١٠٩، مسند احمد:٦/ ١٥٤۔

پندرھواں باب

آپ ﷺ کے اپنی امت پر حقوق

نبی کریم ﷺ کے اپنی امت پر بہت زیادہ حقوق ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

آپ ﷺ پر قولاً وفعلاً سچا ایمان لانا، جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں سب کی تصدیق، آپ ﷺ کی اطاعت کا وجوب اور آپ ﷺ کی نافرمانی سے بچتے رہنا، آپ ﷺ کی جانب فیصلہ لے جانا اور ان کے فیصلے پر راضی ہو جانا ضروری ہے۔ آپ ﷺ کو آپ کے مرتبے کا بغیر غلو و تقصیر کے احترام دینا، جملہ امور میں آپ ﷺ کو اسوہ اور نمونہ بنانا، اپنی جان، مال، بیوی، بچوں، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرنا، آپ ﷺ کا احترام، توقیر، آپ ﷺ کے دین کی مدد، آپ ﷺ کی سنت کا دفاع اور آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے دنوں میں بہترین دن جمعہ ہے، اس دن آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی دن صور پھونکا جائیگا، اسی دن چیخ ہو گی اسی دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جاتا ہے حالانکہ آپ راکھ (بوسیدہ) ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس بات کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسم کھائے۔" [1]

اب یہ حقوق آپ کے سامنے تفصیل واختصار کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔

① آپ ﷺ پر سچا ایمان لانا اور جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں اس کی تصدیق کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[1] سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ، حدیث:١٠٤٧؛ سنن نسائی، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلاۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ، حدیث:١٣٧٥؛ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، باب فی فضل الجمعۃ، حدیث:١٠٨٥۔

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ 1

”اللہ،اس کے رسول اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا،اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔“

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ 2

”اللہ،اس کے رسول،اُمی نبی پر ایمان لاؤ،جو اللہ اور اس کے کلمات پر یقین رکھتا ہے،اور تم اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔“

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ 3

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ،اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے دے گا،تمہارے لئے ایک نور بنا دے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے،اور تمہیں بخش دے گا،اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

﴿وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا﴾ 4

”جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتا تو ہم نے کافروں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ اللہ،اس کے رسول ﷺ اور اس چیز پر ایمان نہ لے آئیں جسے میں لایا ہوں۔“ 5

1 ٦٣/ التغابن:٨۔ 2 ٧/ الاعراف:١٥٨۔ 3 ٥٧/ الحدید:٢٨۔
4 ٤٨/ الفتح:١٣۔ 5 صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لاالہ الااللہ......حدیث:٣٤/ ٣١۔

آپ ﷺ پر ایمان لانا آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہے، اللہ نے آپ کو جن و انس کے لیے بھیجا، آپ ﷺ کی تصدیق ہر اس معاملے میں جسے آپ ﷺ لائے اور جو آپ نے فرمایا، تصدیق قلبی کی مطابقت زبان کی گواہی ہے کہ آپ رسول اللہ (ﷺ) ہیں۔ جب دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار جمع ہو جائیں، پھر آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل ہو تو ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ [1]

② آپ ﷺ کی اطاعت کا وجوب اور آپ ﷺ کی نافرمانی سے بچتے رہنا، تو جس طرح آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی تعلیمات کی تصدیق ضروری ہے اسی طرح آپ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾ [2]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اس سے منہ نہ موڑو حالانکہ تم (احکامات) سنتے ہو۔"

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [3]

"اور رسول تمہیں جو دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔"

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ [4]

"کہہ دیجیے اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، رسول کے ذمے وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تمہارے ذمے وہی ہے جس کے تم ذمہ دار ہو۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔"

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [5]

---

[1] الشفاء لقاضی عیاض: ٢/ ٥٣٩۔ [2] ٨/ الانفال: ٢٠۔

[3] ٥٩/ الحشر: ٧۔ [4] ٢٤/ النور: ٥٤۔ [5] ٢٤/ النور: ٦٣۔

”جو لوگ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ ڈر جائیں کہ انہیں کوئی آزمائش گھیر لے یا دردناک عذاب پہنچے۔“

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [1]

”جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔“

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [2]

”اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔“

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [3]

”جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ عظیم کامیابی ہے۔“

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [4]

”اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ)) [5]

---

[1] ٣٣/ الاحزاب:٧١۔ [2] ٣٣/ الاحزاب:٣٦۔ [3] ٤/ النساء:١٣۔

[4] ٤/ النساء:١٤۔ [5] صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول......﴾، حدیث:٧١٣٧؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء، حدیث:١٨٣٥۔

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

انہی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ النَّاسِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَأْبٰى؟ قَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى)) [1]

”سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انکار کون (بدبخت) کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَجُعِلَ الذِّلُّ وَالصِّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [2]

”مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے حتیٰ کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جانے لگے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھ دیا گیا، اور ذلت و پستی اس شخص کے مقدر میں کر دی گئی ہے جس نے میرے حکم کی مخالفت کی، اور جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔“

③ آپ ﷺ کی اتباع، جملہ امور میں انہیں نمونہ بنانا، اور ان کے طریقے کی پیروی

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث:۷۲۸۰۔

[2] مسند احمد:۲/ ۹۲؛ بخاری فی کتاب الجهاد، باب ما قیل فی الرماح (تعلیقاً)؛ سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، حدیث:۴۰۳۱، مختصراً بلفظ: ((من تشبه......))۔

کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [1]

''(اے نبی) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [2]

''تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، (یہ) اس شخص کے لیے ہے جو اللہ (سے ملاقات) کی اور یوم آخرت (بدلے) کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہے۔''

﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ [3]

''اس (رسول) کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔''

اس لیے آپ ﷺ کے طریقے پر چلنا، ان کی سنت کا التزام اور ان کی مخالفت سے بچتے رہنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) [4]

''جس شخص نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔''

④ آپ کی محبت، بیوی، بچوں، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ ہونا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

---

[1] ۳/ آل عمران:۳۱۔ [2] ۳۳/ الاحزاب:۲۱۔

[3] ۷/ الاعراف:۱۵۸۔ [4] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث:۵۰۶۳۔

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ [1]

”(اے نبی) کہہ دیجئے! اگر تمہارے آبا، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہارے اموال جنہیں تم کماتے ہو، تمہاری تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) [2]

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

یہ بات حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی محبت کا ثواب آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں جمع ہونے کی صورت میں ملے گا، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ایک آدمی نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے روزے، نماز اور زکوٰۃ کی صورت میں کوئی بڑی تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔“

[1] ۹/ التوبۃ:۲۴۔ [2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان، حدیث:۱۵؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ الرسول ﷺ......، حدیث:۴۴۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام لانے کے بعد سب سے زیادہ خوشی اسی بات کی ہوئی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔'' تو میں اللہ، اس کے رسول، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ ہوں گا اگر چہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ [1]

جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

''نہیں (اس طرح بات نہیں بنے گی) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب اے عمر! (تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے)۔'' [2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کسی قوم کو پسند کرتا ہے لیکن ان سے ملا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔'' [3]

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے:

((ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث:۳۶۸۸؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب المرء مع من احب، حدیث: ۱۶۳/ ۲۶۳۹۔ [2] صحیح بخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ، حدیث:۶۶۳۲۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامة الحب فی اللہ......، حدیث:۶۱۶۹؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب المرء مع من احب، حدیث:۲۶۴۰۔

بِمُحَمَّدٍ رَسُولًا)) [1]

''اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص میں وہ ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس چکھ لے گا، ایسا شخص کہ جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو اور وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے، اور اسے کفر میں واپس لوٹنا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچا لیا ہے اسی طرح ناپسند ہو جس طرح اسے یہ بات ناپسند ہے کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے۔'' [2]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے دے وہ ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے اور اسکی مٹھاس محسوس کرتا ہے، وہ اطاعت سے لذت حاصل کرتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لیے تکلیفیں اٹھاتا ہے، صرف شریعت محمدی ﷺ کے موافق چلتا ہے کیونکہ اس طرح وہ آپ کے رسول ہونے پر راضی ہوگا۔ اور وہ شخص آپ سے محبت کرنے لگے گا اور جس شخص نے سچے دل سے آپ سے محبت کی وہ آپ کی اطاعت کرے گا۔ اسی لیے کسی کہنے والے نے کہا ہے:

تعصی الإله و أنت تُظْهر حُبَّهُ
هذا لعمری فی القیاسِ بدیعُ

''تم معبود (حقیقی) کی نافرمانی کرتے ہو حالانکہ تم اس کی محبت کا اظہار بھی کرتے ہو۔''

لو كان حُبّكَ صادقًا لأطعته
إن المحُبَّ لمن يُحبُّ مُطيعُ [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على ان من رضى بالله رباً...... ، حديث:٣٤۔

[2] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، حديث:١٦ ، ٢١؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، حديث:٤٣۔

[3] الشفاء لقاضى عياض :٢/ ٥٤٩ ، ٥٦٣۔

''اگر محبت سچی ہوتی تو تم اس کی اطاعت کرتے، کیونکہ محبت کرنے والا محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔''

آپ ﷺ کی محبت کی علامات آپ ﷺ کی اقتدا آپ کی سنت کی پیروی، آپ کے احکامات ماننے، آپ کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب، تنگی و آسانی میں آپ ﷺ کا سکھلایا ہوا ادب سیکھنے میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اسے ترجیح دیتا ہے، اس کی موافقت کو مقدم رکھتا ہے، وگرنہ وہ اس کی محبت میں سچا نہیں ہوگا صرف دعویدار ہوگا۔ [1]

بلا شک وشبہ آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں آپ کی خیر خواہی بھی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: ((لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ عَامَّتِهِمْ)) [2]

''دین سراسر خیر خواہی ہے، ہم نے کہا: کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور عام لوگوں کے لیے۔''

رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی ہے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق، جس کام کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اس کی اطاعت، جس سے منع کیا ہے اس سے اجتناب، آپ ﷺ کی مدد، حمایت آپ کی زندگی میں، آپ کے مرنے کے بعد، آپ کی سنت کو زندہ کرنا، اس پر عمل کرنا، اسے سیکھنا اور سکھانا، سنت کا دفاع، اس کا نشر کرنا، آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ اور عادات جمیلہ اپنانا۔ [3]

⑤ آپ ﷺ کا احترام، آپ کی توقیر، اور آپ کی مدد، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ [4]

---

[1] الشفاء لقاضی عیاض: ۲/ ۵۷۱۔۵۷۲۔ [2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان الدین النصیحة، حدیث: ۵۵۔ [3] الشفاء لقاضی عیاض: ۲/ ۵۸۲۔۵۸۴۔
[4] ۴۸/ الفتح: ۹۔

"تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس (رسول) کی مدد کرو اور اس کی توقیر کرو۔"

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [1]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اللہ سے ڈر جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔"

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾ [2]

"تم رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔"

نبی ﷺ کی حرمت آپ کی موت کے بعد، اور آپ کی توقیر اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی زندگی میں تھی۔ ہر اس موقع پر جب آپ ﷺ کی حدیث اور سنت ذکر کی جائے، آپ ﷺ کا نام، سیرت سنی جائے، آپ ﷺ کی سنت سیکھی جائے، اس کی طرف دعوت دی جائے اور اس کی مدد کی جائے۔ [3]

⑥ آپ ﷺ پر درود پڑھنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [4]

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ (ﷺ) پر درود و سلام بھیجو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)) [5]

"جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دس مرتبہ اس پر رحمت کرے گا۔"

[1] ٤٩/ الحجرات:١۔ [2] ٢٤/ النور:٦٣۔

[3] الشفاء لقاضي عياض، ٢/ ٥٩٥، ٦١٢۔ [4] ٣٣/ الاحزاب:٥٦۔

[5] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث:٨ ٠ ٤۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ)) [1]

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو میلہ گاہ بنانا، مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔'' [2] آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی، اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا، نہ اپنے نبی پر درود پڑھا تو وہ مجلس ان کے لیے حسرت (ہلاکت) کا باعث ہوگی، اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انہیں معاف کر دے۔'' [3] اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک فرشتے زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔'' [4] جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر درود نہیں پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''آمین۔'' [5]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' [6]

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے بہت سے مواقع اور جگہیں ہیں، ان میں سے امام

---

[1] سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب زیارة القبور، حدیث:۲۰۴۲۔

[2] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب:(۱۰۰) رغم انف رجل ذکرت عنده......، حدیث:۳۵۴۶۔ [3] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون الله، حدیث:۳۳۸۰؛ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کراهیة ان یقوم الرجل من مجلسه...... هدیث:۴۸۵۶؛ مسند احمد۲/ ۴۸۴۔ [4] سنن نسائی، کتاب السهو، باب التسلیم علی النبی ﷺ، حدیث:۱۲۸۴۔ [5] الادب المفرد:۶۴۶؛ صحیح ابن خزیمة:۱۸۸۸؛ صحیح ابن حبان:۹۰۷۔ [6] سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب زیارة القبور، حدیث:۲۰۴۱۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے (۴۱) اکتالیس جگہوں کا تذکرہ کیا ہے مثال کے طور پر، آپ ﷺ پر مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت درود بھیجنا، مؤذن کو جواب دینے کے بعد، اقامت کے وقت، دعا کے وقت، نماز میں تشہد کے وقت، نماز جنازہ میں، صبح وشام، جمعہ کے دن، لوگوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اکٹھ میں، خطبوں میں جس طرح جمعہ کی نماز کا خطبہ ہے، آپ کا نام لکھتے وقت، عیدین کی نماز کے دوران تکبیرات کے درمیان، دعائے قنوت کے آخر میں، صفا، مروہ پر، آپ کی قبر پر کھڑے ہوتے وقت، غم اور سختیوں کے وقت، مغفرت طلب کرتے وقت، گناہ کرنے کے بعد جب کفارہ دینے کا ارادہ کرے، اس کے علاوہ اور بہت سی جگہیں ہیں جو امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں۔

اور اگر سوائے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کوئی اور حدیث نبی ﷺ پر درود کی فضیلت میں وارد نہ ہوتی تو یہی کافی تھی:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ [كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ] وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ)) [1]

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل کرتا ہے [اللہ اس شخص کے لیے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے] اس شخص سے اس درود کے بدلے دس برائیاں ختم کر دی جاتی ہیں، اور اس درود کے ذریعے، اللہ تعالیٰ اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔''

⑦ آپ کی طرف فیصلہ لے کر جانا، اور آپ کے حکم پر راضی ہو جانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ [2]

''اگر تم کسی مسئلے میں تنازعہ کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۲۶۱، ۴/ ۲۹؛ مستدرك الحاكم: ۱/ ۵۵۱؛ صحيح ابن حبان: ۲۳۹۰۔

[2] ٤/ النساء: ٥٩۔

اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ (کام) بہترین اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔"

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [1]

"نہیں تیرے رب کی قسم یہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے جھگڑے میں آپ کو حکم نہ مان لیں پھر (اس کے بعد) اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اس فیصلے کی وجہ سے جو آپ نے کیا اور اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔"

اب آپ ﷺ کے بعد فیصلہ آپ کی سنت اور شریعت کی طرف ہوگا۔

⑧ آپ ﷺ کو غلو و تقصیر کے بغیر آپ ﷺ کے مرتبے پر رکھنا، آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ افضل الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ سید الاولین و الآخرین ہیں، آپ صاحب مقام محمود اور حوضِ کوثر ہیں لیکن ان سب خصوصیات کے باوجود آپ بشر ہیں، اپنے آپ کے لیے نفع اور نقصان کے مالک نہیں سوائے اس کے جو اللہ چاہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ﴾ [2]

"(اے نبی) کہہ دیجیے کہ میں تمھیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تمھیں یہ کہتا ہوں کہ میں بادشاہ ہوں میں صرف اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ

[1] ٤/ النساء:٦٥۔ [2] ٦/ الانعام:٥٠۔

اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴾ [1]

''(اے نبی) کہہ دیجیے! میں اپنی جان کے لیے نفع، نقصان کا مالک نہیں سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو بہت زیادہ بھلائی (مال) جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔''

اور فرمایا:

﴿ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ٥ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴾ [2]

''(اے نبی) کہہ دیجیے! میں تمہارے لیے کسی نقصان اور ہدایت کا مالک نہیں، کہہ دیجیے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی شخص پناہ نہیں دے سکے گا اور نہ ہی مجھے اس کے علاوہ کوئی پناہ گاہ میسر ہوگی۔''

آپ ﷺ بھی دوسرے انبیا کی طرح فوت ہو چکے ہیں لیکن آپ کا دین قیامت تک باقی ہے:

﴿ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴾ [3]

''بے شک آپ اور یہ لوگ بھی فوت ہونے والے ہیں۔''

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ٥ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ ﴾ [4]

''ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے دوام (ہمیشہ رہنا) نہیں بنایا، اگر آپ فوت ہو جائیں تو (کیا) یہ ہمیشہ رہیں گے۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔''

---

[1] ۷/ الاعراف:۱۸۸۔ [2] ۷۲/ الجن:۲۱، ۲۲۔

[3] ۳۹/ الزمر:۳۰ [4] ۲۱/ الانبیاء:۳۴، ۳۵۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادات کا حقدار صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ [1]

"(اے نبی) کہہ دیجیے! بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول مسلمان ہوں۔"

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ.

[1] ٦/ الانعام:١٦٢، ١٦٣۔

صحیح مسلم
مع مختصر شرح نووی
تالیف
ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ
ترجمہ
علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ
تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ
فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ